# انکشافِ حقیقت

تبلیغی جماعت کے باہمی اختلافات سے متعلق حقائق کو سمجھنے اور بدگمانیوں کو دور کرنے نیز مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کے رجوع ناموں کو قبول نہ کرنے اور دارالعلوم دیوبند کی تحریرات سے متعلق حقائق و دلائل پر مبنی

## ایک علمی مکتوب

بنام حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب مظاہری

(ناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارنپور)

منجانب محمد زید مظاہری ندوی

استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## فہرست

# اس مضمون کے مرتب کرنے کا پس منظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ مضمون اصلاً حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب مظاہری دامت برکاتہم (ناظم مظاہر علوم سہارنپور) کے حکم کی تعمیل میں لکھا گیا ہے، حضرت والا نے احقر سے فرمایا تھا کہ عزیزم مولوی سعد سلمہ کی قابل اعتراض باتوں سے متعلق علماء کی ایک جماعت اور بعض اساتذۂ حدیث نے مل کران باتوں کی تحقیق کی ہے، اور وہ شائع ہوکر عام بھی ہوچکی ہیں، حضرت نے فرمایا تھا کہ ان جوابات کو بعض اکابر مثلاً حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب اور مولانا مفتی عتیق احمد صاحب بستوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ دامت برکاتہم) کے پاس بھی بغرض استصواب بھیجا گیا، اور احقر سے فرمایا کہ ان جوابات پر حضرات اہل علم کے اگر کچھ اشکالات ہوں وہ مجھ کو لکھ کر بھیجو، میں بھی دیکھوں، اس لئے اصلاً یہ مضمون حضرت دامت برکاتہم کے اس حکم کی تعمیل میں ہی لکھا گیا، اور اسی مناسبت سے مولانا سعد صاحب کی قابل اعتراض صرف چند باتوں کے متعلق مقالات میں علمی تحقیق کی گئی، الحمدللہ! تعمیل حکم میں یہ مضمون اور جملہ مقالات حضرت مولانا کی خدمت میں ارسال کردیئے گئے تھے، ہم بہت بہت شکرگزار ہیں حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مظاہری دامت برکاتہم کے کہ انہوں نے اس احقر کو اہل سمجھ کر اس کام کا مکلّف بنایا، چنانچہ الحمدللہ! حضرت مولانا کے فرمان کے مطابق الحمدللہ! احقر نے پوری دیانتداری کے ساتھ جوابات لکھنے کی کوشش کی، جو آپ کے سامنے ہے۔

احقر اپنے جن اکابر سے اس طرح کے کاموں میں مشورہ لیتا رہتا ہے، اپنے ان مضامین ومقالات کو ان کی خدمت میں پیش کیا، الحمدللہ! اکابر علماء نے ان مقالات ومضامین کی مکمل تصدیق وتائید فرمائی، اور احقر کو مشورہ دیا کہ یہ سارے مضامین ومقالات حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب مظاہری (ناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارنپور) کی خدمت میں بھیج دو (جن کی زیر نگرانی مولانا محمد سعد صاحب کی قابل اشکال باتوں کی تائید میں مضمون لکھا گیا ہے) مقالات کو ان کی خدمت میں بھیجنے کے بعد ایک مدت تک توقف اور انتظار کرو اور دیکھو کہ اس کا کیا ردِّ عمل ہوتا ہے، وہ اس کا جواب دیتے ہیں یا مولانا سعد صاحب کی تائید میں لکھے ہوئے مضمون سے رجوع فرماتے ہیں، اگر کچھ جواب نہ دیں تب بھی اس کو ابھی کتابی شکل میں مت شائع کرنا البتہ واٹس اپ وغیرہ کے ذریعہ چونکہ مولانا سلمان صاحب کی زیرنگرانی لکھے ہوئے مضمون سے بہت سے لوگوں کو بڑی غلط فہمیاں ہوچکی ہیں، اس لئے اس کو واٹس اپ وغیرہ ہی میں ڈال دینا تاکہ لوگوں کو ان کے جوابات سے جو غلط فہمیاں ہوچکی ہیں اس کا تدارک ہوسکے، چنانچہ اکابر کے مشورہ اور ان کی ہدایت کے مطابق ایسا ہی کیا گیا کہ ایک لمبی مدت تک ان مقالات ومضامین کو پردۂ خفا میں رکھا گیا، اور اب امت کی دینی مصلحت وضرورت کے پیش نظر غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے اکابر کی ہدایت کے مطابق واٹس اپ وغیرہ میں ڈالا جارہا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ احقر کا طبعی ذوق بالکل اس پر آمادہ نہیں ہوتا کہ ان مضامین کو عام کیا جائے، لیکن محض امت کی مصلحت اور دینی ضرورت کی وجہ سے شریعت کو غالب اور طبیعت کو مغلوب کرکے بہت استخارے واستشارے اور کافی غوروخوض اور انتظار کے بعد اکابر کی ہدایت کے مطابق یہ اقدام کیا جارہا ہے۔

مولانا سعد صاحب کے متعدد رجوع اور دارالعلوم دیوبند کی وضاحتی تحریروں اور فتووں سے متعلق بھی بہت سے حضرات صحیح حقیقتِ حال سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے طرح طرح کی بدگمانیوں میں مبتلا ہیں، اس لئے لوگوں کو بدگمانی سے بچانے کے لئے ایک مضمون میں اس کی بھی وضاحت کی گئی ہے، جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ بڑی تعداد میں جو لوگ بدگمانیوں اور بدزبانیوں کے گناہ میں مبتلا ہیں شاید اس انکشافِ حقیقت سے لوگوں کے ذہن کسی قدر صاف ہوجائیں اور بدگمانی اور بدزبانی کے وبال اور گناہ سے وہ بچ سکیں۔

یہ سارے مضامین ومکاتیب اور مقالات حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب کی خدمت میں بھیجے جاچکے ہیں البتہ دارالعلوم کی تحریر اور مولانا سعد صاحب کے رجوع سے متعلق بعض مضامین کا اضافہ بعد میں کیا گیا ہے، اور پورے مکتوب کو دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔

پہلا حصہ: بعنوان ''انکشافِ حقیقت'' مولانا سعد صاحب کے رجوع ناموں اور دارالعلوم دیوبند کی وضاحتی تحریرات اور فتووں سے متعلق ہے۔

دوسرا حصہ: بعنوان ''جوابات کی حقیقت'' مولانا سعد صاحب کی حمایت وطرفداری میں لکھے ہوئے جوابات سے متعلق ہے۔

اس پوری تحریر کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ امت کو صحیح صورتحال سے واقف کرا دیا جائے تاکہ لوگ صحیح علم اور حقیقت کی روشنی میں اپنے ذہنوں کو صاف رکھیں، اور علماء واصحابِ افتاء اور اہل مدارس سے بدگمان وبدزبان ہوکر اپنی دنیا وآخرت برباد نہ کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور جمنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

خدانخواستہ یہ مقالات ومضامین نہ کسی فریق کی مخالفت کے جذبہ سے لکھے گئے ہیں نہ حمایت کے جذبہ سے، اصل مقصد صرف دین وشریعت اور امت مسلمہ کی حفاظت ہے، اللہ تعالیٰ دلوں کا حال خوب جاننے والا ہے۔

میں تمام ان اصحاب دعوت وتبلیغ اور اصحاب علم سے گزارش کرتا ہوں جو موجودہ صورتحال کے پیش نظر صحیح حقیقت سے ناواقفیت کی وجہ سے نہ صرف علمائے دیوبند واصحاب دارالافتاء سے بلکہ بہت سے علمائے ربانیین سے بھی بدگمان ہوکر ان کی شان میں گستاخیاں کرنے لگے ہیں، علمائے حقہ سے ان کا قرب بُعد میں، محبت نفرت میں تبدیل ہوگئی، اور کتنے اللہ کے بندے ایسے ہیں جو اہل مدارس اور اہل افتاء سے دوری اختیار کرکے خود اپنے ہی دینی نقصان میں مبتلا ہوگئے، ایسے حضرات کی خدمت میں نہایت ادب ومحبت سے گزارش کرتا ہوں کہ جن مراکز ودینی مدارس، اور جن اصحاب علم وارباب افتاء سے کل تک آپ کا حسنِ ظن قائم تھا، اور وہ پورے طور پر آپ کی خدمت ومحبت اور توجہ کا مرکز تھے، جن سے آپ دینی رہنمائی حاصل کیا کرتے تھے، ان کے ساتھ خدمت ومحبت اور ایثار وقربانی اور تکریم وتعظیم میں آپ بالکل حق بجانب تھے، الحمدللہ! وہ علمائے ربانیین آج بھی اپنے اسی منہج پر قائم ہیں، جو صحیح معنیٰ میں نبی کے وارث اور جانشین ہیں، ان سے دوری اختیار کرنے یا بدگمان اور بدزبان ہونے میں سوائے اپنے نقصان کے کسی اور کا کوئی نقصان نہیں، کیونکہ یہ علمائے ربانیین نبی کے جانشین ہیں جو الحمدللہ! نہ دعوت وتبلیغ کے مخالف ہیں نہ مرکز نظام الدین اور وہاں کے ذمہ داروں سے ان کو بغض وعناد ہے، کتاب وسنت کی روشنی میں صحیح صورتحال سے امت کو واقف کرانا اور ان کی صحیح رہبری کرنا ان کا منصبی فریضہ ہے، اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو اپنے منصبی فریضہ میں کوتاہی کرنے والے اور عنداللہ جوابدہ ہوں گے، اس لئے ان کے منصبی فرائض کی ادائیگی کو کسی کی مخالفت یا بغض وعناد پر محمول کرنا یہ شیطان کا زبردست حملہ ہے، جس کے ذریعہ وہ ہم کو ایک دوسرے سے بدگمان وبدزبان اور باہم تفریق کرانا چاہتا ہے۔

اسی تصور اور اسی فکر کے ساتھ خالی الذہن ہوکر نہایت خلوص اور دینی جذبہ کے ساتھ ان تحریرات اور مقالات کا مطالعہ کیجئے، انشاءاللہ ضرور اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی کرے گا، اور آپ صحیح رائے اختیار کرنے اور کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں گے، وَمَنْ یُّؤمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ.

اس سلسلہ میں احقر نے اب تک جو مضامین لکھے ہیں ان کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے، جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

پہلا حصہ: مولانا سعد صاحب کے رجوع ناموں اور دارالعلوم دیوبند کی وضاحتی تحریرات اور فتووں سے متعلق ہے۔

دوسرا حصہ: مولانا سعد صاحب کی حمایت وطرفداری میں لکھے ہوئے جوابات سے متعلق ہے، جس میں واضح کیا گیا ہے کہ ان جوابات میں اصولی طور پر کیا نقائص اور خامیاں ہیں۔

تیسرے حصہ: میں چند وہ مقالات ہیں، جن میں مولانا سعد صاحب کی بیان کی ہوئی قابل اعتراض باتوں سے متعلق دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں تحقیق کی گئی ہے، ان مقالات کی تعداد تقریباً دس ہے۔

چوتھے حصہ: میں احقر کی تمام وہ تحریرات اور مضامین جمع کئے گئے ہیں جو اس سلسلہ میں احقر نے مولانا سعد صاحب اور دوسرے اکابر کی خدمت میں پیش کئے ہیں، ان مکاتیب ومضامین کی تعداد بھی تقریباً دس ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کو قبول فرمائے اور اصلاح کا ذریعہ بنائے۔

محمد زید مظاہری ندوی

استاذ حدیث وفقہ

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۸/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ

مکتوب بنام حضرت مولانا سلمان صاحب مظاہری
(ناظم مظاہر علوم سہارنپور)

منجانب محمد زید مظاہری ندوی
استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذی القعدۃ ۱۴۳۸ھ

مخدوم مکرم حضرت اقدس ناظم صاحب (جامعہ مظاہر علوم سہارنپور) دامت برکاتہم وزید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ حضرت والا کو ہمیشہ عافیت سے رکھے اور آپ کے فیوضِ مبارکہ سے امت کو مستفیض ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔

رمضان شریف میں حاضری نہ ہوسکی، عید بعد کوشش کی لیکن ٹکٹ نہ مل سکا، جلد ہی انشاء اللہ حاضری کی کوشش کروں گا۔

دعوت وتبلیغ، مرکز نظام الدین اور محترم مولانا سعد صاحب کے متعلق مختلف علمی وانتظامی مسائل کی وجہ سے ملک وبیرون ملک جو انتشار وخلفشار برقرار ہے اور اس سے دعوت وتبلیغ کو اور امت کو جو نقصان پہنچ چکا اور پہنچ رہا ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، ہر دردمند آدمی کا دل اس سے کانپ اٹھتا ہے۔

## باندہ ہتورا کے اجتماع میں مولانا سعد صاحب کی بعض باتوں کے متعلق حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مظاہری دامت برکاتہم سے مذاکرہ اور دیانت داری پر مشتمل ان کا جواب

پانچ سال قبل ۱۴۳۴ھ کی بات ہے کہ ہتورا باندہ میں ہونے والے تبلیغی اجتماع میں بعد مغرب عمومی بیان میں جناب مولانا محمد سعد صاحب نے جو تقریر فرمائی تھی احقر نے اس کو بروقت بغور سنا، اور لکھا بھی، مولانا کی بیان کردہ بہت سی باتوں پر معتمد حضرات اہل علم ومفتیان کرام کو سخت خلجانات واشکالات ہوئے، چنانچہ مظاہر علوم سہارنپور حاضری کے موقع پر احقر نے جناب والا کی خدمت میں زبانی ان باتوں کو عرض کیا تھا، حضرت نے فرمایا تھا کہ مولوی سعد سلمہ تمہارے ہم عمر اور ہم عصر ہیں، تم کو لکھنے کا حق ہے ان کو لکھو کہ آپ نے ہتورا اجتماع میں یہ یہ باتیں بیان فرمائی تھیں جن پر حضرات اہل علم کو یہ یہ اشکالات ہیں، چنانچہ دوسرے سفر میں سہارنپور حاضری کے موقع پر احقر نے اٹھارہ/۱۸ صفحات پر مشتمل ایک مضمون آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا، جناب والا اس کو اپنے مکان پر لے گئے اور ملاحظہ فرمانے کے بعد اس کے لفافہ کی پشت پر یہ لکھ کر واپس فرمایا تھا:

''پورا پڑھ لیا سب ٹھیک ہے، ان کو بھیج دیجیئے، جزاکم اللہ، وفّقنا اللہ إیّانا و إیّاھم لما یحبّ و یرضی''

لیکن احقر نے اس مضمون کو مولانا سعد صاحب کے پاس بھیجنے میں جلدی نہیں کی، بلکہ دوسرے اکابر حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب (مہتمم دار العلوم دیوبند) حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری (شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند) اور بعد میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی (ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کی خدمت میں بھی پیش کیا، سارے ہی اکابر نے اس کو بغور پڑھا، اور سو فیصد احقر کی باتوں کی تائید کی، اس کے بعد احقر خود اس خط کو لے کر مرکز نظام الدین حاضر ہوا، اور جناب مولانا محمد سعد صاحب کی خدمت میں اپنے ہاتھ سے پیش کیا، مولانا نے سرسری طور پر الٹ پلٹ کیا اور اس میں ذکر کردہ بعض قابل اشکال باتوں کے متعلق فرمایا میں تو یہ نہیں کہتا، اور بعض باتوں کے متعلق فرمایا کہ فلاں کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے، بہرحال اس خط کا کوئی خاص اثر اس وقت یا بعد میں ان پر ظاہر نہیں ہوا، حضرت مولانا زبیر الحسن صاحبؒ (مقیم مرکز نظام الدین) کی خواہش وطلب پر اس کی ایک کاپی احقر نے ان کی خدمت میں پیش کی، یہ واقعہ آج سے تقریباً پانچ سال قبل کا ہے۔

ابھی چند ماہ قبل کی بات ہے کہ احقر کی مرکز نظام الدین اسی حاضری کے متعلق جس کا اوپر تذکرہ کیا گیا، غالباً مالیگاؤں کے کسی صاحب نے یہ بات نشر کردی کہ مفتی زید صاحب مولانا سعد صاحب کی ان کی غلطیوں کو لکھ کر گئے تھے اور مولانا سے کہا آپ نے یہ یہ باتیں غلط بیان کی ہیں،

مولانا نے ان باتوں کا انکار کیا، تو مفتی زید صاحب نے ریکارڈر سے ان کی آواز میں ان کی باتیں سنا دیں، جس پر وہ خاموش ہو گئے اور سخت ناراض ہو کر خادم کو حکم دیا کہ ان کو کمرہ سے باہر نکال دو، چنانچہ خادم نے حکم کی تعمیل کی، حضرت مفتی زید صاحب مولانا صدیق احمد صاحب باندویؒ کے صحبت یافتہ بڑے درجہ کے عالم اور ندوۃ العلماء کے استاذِ حدیث ہیں ان کے ساتھ مولانا سعد صاحب نے یہ بے ادبی و گستاخی اور توہین کی وغیرہ وغیرہ۔

مالیگاؤں کے ان صاحب کا یہ آڈیو بہت عام ہوا اس کی وجہ سے احقر نے محسوس کیا کہ لوگ مولانا سعد صاحب سے بلا وجہ بدگمان ہو رہے ہیں، اس لئے احقر نے شرعی اور اخلاقی فریضہ سمجھ کر ایک مختصر مضمون میں اس کی وضاحت ضروری سمجھی، جس کو واٹس اپ کے ذریعہ ہی عام کر دیا گیا، محض اس وجہ سے کہ لوگ خواہ مخواہ مولانا سے بدگمان و بدزبان نہ ہوں، وہ آڈیو احقر کے الفاظ میں مختصراً درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، متعدد حضرات نے احقر کو اس بات کی اطلاع دی کہ واٹس اپ پر ایک آڈیو چل رہا ہے جس میں کسی صاحب نے یہ بات فرمائی ہے کہ مفتی زید صاحب مولانا سعد صاحب کے پاس ان کی علمی غلطیوں کو لکھ کر گئے اور ان کے سامنے پیش کیا.........

اس سلسلہ میں اتنی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اس واقعہ میں صرف اتنی بات تو صحیح ہے کہ مولانا کے پاس ان کی علمی اغلاط وزلّات سے متعلق احقر خط لکھ کر لے گیا، اور مولانا کی خدمت میں پیش بھی کیا، مولانا نے اس کو دیکھا اور اس کی بعض باتوں کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ میں نے تو یہ نہیں کہا، لیکن ریکارڈر سے ان کی آواز سنانے اور خادم سے کمرہ سے نکالنے والی بات سو فیصد غلط ہے، میرے جانے کے بعد مولانا نے میرا اکرام کیا تھا، محبت سے پیش آئے تھے، ساتھ کھانا بھی کھایا، اس کے بعد حجرہ میں وہ گفتگو ہوئی تھی، جس کا تذکرہ اوپر ہوا، یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ مرکز میں باہم کشیدگی اور اختلاف ظاہر نہیں ہوا تھا۔

## لہرپور سیتاپور کے اجتماع میں مولانا سعد صاحب کی قابل اعتراض باتوں کے متعلق حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب کی خدمت میں اطلاع، اور حضرت دامت برکاتہم کا جواب

اس کے بعد لہرپور سیتاپور کے اجتماع میں بھی ان کے بیان کو احقر نے غور سے سُنا اور بروقت لکھا بھی، حسبِ سابق اسی نوع کی سخت قابلِ اشکال باتیں پھر مولانا کے بیان میں بکثرت آئیں، احقر نے ان سب کو لکھ کر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب کی خدمت میں پیش کیا حضرت نے فرمایا: واقعی ان کی بعض باتیں مسلک جمہور سے ہٹی ہوئی ہیں، ان کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے، ان سے کہیئے کہ آپ کی جو تحقیقات ہوں اپنی ذات تک محدود رکھیئے، ان کو بیان نہ کیجئے اس سے امت میں انتشار ہوگا، حضرت نے اس خط کو پڑھنے کے بعد اس کا جواب بھی تحریر فرمایا اور زبانی احقر سے یہ فرمایا کہ:

”آپ جو کچھ کر رہے ہیں بالکل صحیح کر رہے ہیں، جو آپ کی فکر ہے یہی میری بھی فکر ہے، یہ بہت ضروری کام ہے جو آپ کر رہے ہیں، پھر حضرت نے اس کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا کہ اختصار سے لکھو اور زیادہ دلائل لکھنے کی حاجت نہیں اور ان سے کہو کہ اپنی تحقیقات کو اپنی ذات تک محدود رکھیں، ان کو بیان نہ کریں، اس میں آپ کی بھی بدنامی ہے اور لوگوں کو آپ پر اعتراض کرنے کا موقع ملے گا اس لئے ایسی باتیں آپ بیان نہ کیا کریں“

احقر کے طویل عریضہ کے جواب میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے جو جواب تحریر فرمایا وہ درج ذیل ہے:

عزیز مکرم، مولانا زید صاحب زید لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے، آپ کا خط چند امور مہمہ پر مشتمل مجھے مل گیا تھا، ملاقات پر میں نے اس کا ذکر کیا تھا، تحریری جواب اس وقت لکھ رہا ہوں، آپ نے اپنے اس خط میں لکھا ہے کہ لہرپور کے تبلیغی اجتماع میں مولانا سعد صاحب کی تقریر میں اجماع امت سے ہٹی ہوئی بعض باتیں پھر سنی گئیں، اس طرح کی بعض غیر ثقہ باتیں اور بھی کئی حضرات نے بتائیں، ہم سمجھتے ہیں کہ مناسب اور مخلصانہ اسلوب میں ان کو توجہ دلانا زیادہ مناسب ہوگا.....

آپ نے تبلیغی جماعت کے سلسلہ میں یہ اچھی بات لکھی ہے کہ ایسی تنقید آپ بھی پسند نہیں کرتے کہ اس سے جو خیر کا کام انجام پا رہا ہے، وہ متأثر ہو جائے، میں بھی یہی چاہتا ہوں، اور یہ مشورہ اسی نہج کا ہے، گویا کہ آپ کی پوری تائید ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو اور سب کو اپنے اعمال واقوال میں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آپ نے اپنی صحت کی بات بھی لکھی ہے، اس کے لیے بھی میں دعا گو ہوں، آپ بھی مجھے اپنی دعاؤں میں شامل کریں۔

والسلام

مخلص محمد رابع حسنی ندوی

ندوۃ العلماء لکھنؤ

(پہلا مکتوب اور اس کے بعد کا مکتوب جو حضرت مولانا محمد رابع صاحب کی خدمت میں اور بعد میں مولانا محمد سعد صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا، دونوں اس مجموعہ کے اخیر میں شامل ہیں)

ندوہ کے اکابر اور دیگر اساتذۂ حدیث نیز دارالافتاء کے ذمہ دار اور صدر مفتی صاحبان نے بھی احقر کی وہ تحریرات پڑھیں اور ان حضرات نے بھی احقر کی پوری تائید کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ مولانا سعد صاحب کی بہت سی باتیں واقعی غلط اور قابل اصلاح ہیں، ان پر اگر روک نہ لگائی گئی تو امت کو یہ غلط رُخ پر لے جائیں گے، بعض اکابرِ ندوہ نے یہاں تک فرمایا کہ آپ تو فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں، الحمد للہ ندوہ میں یہ کام ہو رہا ہے، حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی دامت برکاتہم (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) نے فرمایا میں نے آپ کی تحریریں پڑھی ہیں، سب بہت مدلّل ہیں۔

ممبئی اور حیدرآباد میں ہونے والے فقہی سیمینار جس میں ملک بھر کے اہل علم اور اربابِ افتاء موجود تھے وہاں بھی یہ موضوع زیر بحث آیا اور اکابر علماء وارباب افتاء نے بڑی فکر اور سخت تشویش کا اظہار کیا، اور احقر کی باتوں کی پوری تائید کی اور یہ بھی فرمایا کہ یہ کام تو سب کے ذمہ ضروری تھا آپ فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں، لیکن مولانا سعد صاحب ان سب باتوں کی طرف قطعاً التفات نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کی قابل اعتراض باتوں میں اور ترقی ہی ہوتی رہی جس کی وجہ سے مرکز کے دوسرے اکابر حضرت مولانا محمد ابراہیم دیولہ وغیرہ نے بھی کوششیں کیں لیکن سب ناکام رہیں، بالآخر انہوں نے علٰحدگی میں دینی عافیت سمجھی۔

# مرکز نظام الدین سے علٰحدگی کے متعلق

## حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دیولہ کا لکھا ہوا مکتوب اور ضروری وضاحت

باسمہٖ تعالیٰ

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دیولہ اپنے وضاحتی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

”۲۰۱۶/۸/۱۲ کی شام بندہ کی بنگلہ والی مسجد مرکز نظام الدین سے گجرات واپسی کے سلسلہ میں اس وقت مختلف خبریں گشت کر رہی ہیں، جو سراسر جھوٹی اور خلافِ واقعہ ہیں، اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اصل حقیقت کی خود ہی وضاحت کر دوں۔

(۱) امسال ۲۰۱۶ء ماہ رمضان سے اب تک بنگلہ والی مسجد مرکز نظام الدین میں جو واقعات پیش آرہے ہیں اور چند دن قبل خود میری موجودگی میں جو واقعہ پیش آیا، ان نامناسب واقعات سے اس مبارک کام کی شبیہ بگڑتی جا رہی ہے، اور کام کا برسوں کا تقدس پامال ہوتا نظر آرہا ہے، جس کی وجہ سے سارے عالم کے کام کرنے والے ساتھی علمائے ربانیین اور مشائخ عظام بہت مغموم اور پریشان ہیں، موجودہ صورتحال کی وجہ سے کام کی اجتماعیت حد درجہ متأثر ہوئی ہے، دوسری طرف بنگلہ والی مسجد میں ایک ایسے طبقے نے حصار قائم کیا ہوا ہے جو غلط باتوں کو بھی صحیح باور کرانے کی کوشش کر رہا ہے،

اور اصلاح کی کسی بھی مفید کوشش کے لئے رکاوٹ بنا ہوا ہے، کام کے لئے یہ ایک خطرناک اور سنگین صورتحال ہے، جس کو سنجیدگی کے ساتھ حل کرنے کی ضرورت ہے، جو لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس وقت مرکز میں کوئی مسئلہ نہیں ہے اور کام اپنے معمول پر چل رہا ہے یہ بات سراسر غلط اور حقیقت کے خلاف ہے۔

(۲) امسال عید الفطر کے بعد بندہ نے طبیعت کی گھٹن کے باوجود بنگلہ والی مسجد جانے کا فیصلہ کیا، جانے سے پہلے طبیعت میں یہ خیال تھا کہ انشاء اللہ جلد ہی باہم مفاہمت کے ذریعہ مسائل حل ہو جائیں گے، چنانچہ بندہ نے موجودہ حالات کے حوالہ سے متعدد بار مولوی سعد صاحب سے براہِ راست گفتگو کی، لیکن افسوس کہ کوئی مفید نتیجہ نہیں نکل سکا، بلکہ میرے نظام الدین میں قیام اور روزانہ کے مشورہ میں حاضر ہونے کی وجہ سے یہ بات چلائی جانے لگی کہ میں کام کی موجودہ ترتیب اور منہج کا حامی ہوں، ایسی صورتحال میں میرے لئے موجودہ وقت میں اس کام کے حوالہ سے اپنے موقف اور نظریات کا اظہار نہ کرنا دین میں مداہنت سمجھی جائے گی، اس لئے ذیل میں ساری دنیا کے کام کرنے والوں کے لئے میں اپنے موقف کی صاف لفظوں میں وضاحت کرتا ہوں۔

اس وقت دعوت کی اس مبارک محنت کا دائرہ ساری دنیا میں وسیع ہو چکا ہے، لاکھوں لوگ اس کام میں جڑے ہوئے ہیں، مختلف المزاج اور مختلف المسالک کے لوگ اس محنت سے وابستہ ہیں، ظاہر ہے کہ اتنے وسیع اور پھیلے ہوئے کام کا بوجھ سنبھالنے کے لئے پرانے بزرگوں کی صحبت یافتہ ایک مستند جماعت کا ہونا ضروری ہے، جو تقویٰ وامانت داری، کام کے لئے خلوص وللّٰہیت اور محنت اور مجاہدے کے حوالے سے کام کرنے والوں کے درمیان متفق علیہ ہو، یہ جماعت باہمی مشورہ اور اجتماعیت کے ساتھ کام کو لے کر چلے، اس کے بغیر کام کو صحیح رُخ پر رکھنا مشکل ہے، اور ساری دنیا کے کام کرنے والوں میں اجتماعیت دشوار ہے۔

اسی لئے حضرت مولانا زبیر الحسن صاحبؒ کی حیات ہی میں بعض اہم مسائل کے پیش آنے کے موقع پر میں نے متعدد بار حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ کی بنائی ہوئی شوریٰ میں عالمی سطح پر کچھ افراد کے بڑھانے کی بات رکھی تھی، اور یہ درخواست پیش کی تھی کہ پیش آمدہ مسائل کا حل اسی میں ہے، آخری عمر میں حضرت مرحوم اس کے لئے تیار بھی ہو گئے تھے، لیکن اچانک ان کے وصال کا وقت آ گیا، غفر اللہ لہ وادخلہ الجنۃ۔

نیز حضرت مرحوم کے وصال کے بعد ہم نے پرانے کام کرنے والوں کے مشورہ سے ایک تفصیلی مکتوب مولوی سعد صاحب کو پیش کیا تھا، جس میں کام کی موجودہ ترتیب اور نہج کے حوالہ سے اپنی تشویش کا اظہار کیا تھا، اور مسائل کے حل کرنے کے لئے شوریٰ کے قیام کی بات رکھی تھی، لیکن افسوس کہ کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا، اور کام کی صورتحال بگڑتی ہی چلی گئی، پھر گذشتہ سال ماہِ نومبر ۲۰۱۵ء میں دنیا کے پرانوں کی موجودگی میں شوریٰ کی تکمیل کے بعد میں نے دوبارہ خود مولوی سعد صاحب سے گفتگو کی کہ آپ اس شوریٰ کو تسلیم کریں انشاء اللہ سارے مسائل حل ہو جائیں گے، لیکن انہوں نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، جس کی وجہ سے ساری دنیا کا کام منتشر ہو گیا، اور صورتحال نہایت ہی سنگین ہو گئی، اب بھی میرے نزدیک مسئلہ کا حل یہ ہے کہ اس شوریٰ کو تسلیم کر لیا جائے اور کام کے تقاضے شوریٰ کی اجتماعیت سے پورے کئے جائیں۔

کام کی ترتیب اور نہج کے حوالہ سے پچھلے تین ادوار میں جو طے شدہ امور ہیں ان کو اپنی اصل پر باقی رکھا جائے، اگر ان میں کسی ترمیم یا اضافہ کی ضرورت ہو تو شوریٰ کی اجتماعیت کے بعد ہی اسے چلایا جائے، فی الوقت اجتماعیت کے متاثر ہونے کی سب سے بڑی وجہ نئی باتوں اور نئی ترتیبوں کو شوریٰ اور پرانوں کے مشورہ اور اعتماد کے بغیر چلانا ہے۔

دین وشریعت کی تشریح اور توضیح سے متعلق یہ جماعت جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کی پابند ہے، قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر میں جمہور مفسرین، حدیث کی تشریح میں جمہور محدثین اور سیرت رسول اللہ ﷺ اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے استنباط اور استخراج میں جمہور فقہاء کی رائے کے تابع ہے، جیسے پرانے تین ادوار میں ہمارے اکابر اس کے پابند تھے، اس لئے کہ اس کے بغیر دین میں تحریف کا دروازہ کھل جائے گا۔

اس کام میں بیانات سے متعلق شروع ہی سے محتاط طریقہ اپنایا گیا ہے، غیر مستند باتوں، اجتہادات اور غلط استدلالات سے حد درجہ بچنے کی

کوشش کی گئی ہے، اسی لئے چھ صفات کے دائرے میں رہ کر بیان کرنے کا مکلّف بنایا گیا ہے، کسی بھی آیت اور حدیث کی تشریح میں وقت کے مستند علماء سے استفادہ کا پابند بنایا گیا ہے، تردید، تنقیص، تقابل، عقائد و مسائل اور حالات حاضرہ کے تذکروں سے ہمارے پرانے حضرات بچتے رہے ہیں، اور کسی بھی دینی جماعت یا فرد پر تنقید اور تبصرے سے بچنا اس کام کا اہم اصول ہے، لیکن موجودہ وقت میں بہت سے کام کرنے والے اہم ذمہ داران بیانات میں پرانے دائرے سے باہر نکل رہے ہیں، خصوصاً سیرت صحابہ سے غلط استدلال، دینی جماعتوں کی تنقید و تنقیص کثرت سے سننے میں آرہی ہے، ان باتوں سے بندہ پہلے ہی دن سے راضی نہیں ہے، اور متعدد بار اس سلسلہ میں توجہ بھی دلاتا رہا، اور اپنے بیانات میں بھی مثبت انداز میں متنبہ کرنے کی کوشش کرتا رہا، لیکن جب معاملہ حد سے تجاوز کر گیا اور میرے بنگلہ والی مسجد کے قیام کا لوگ غلط مطلب لینے لگے کہ بندہ کام کی موجودہ ترتیب اور روش سے راضی ہے، نیز بنگلہ والی مسجد کے موجودہ ماحول کی وجہ سے بندہ سخت گھٹن محسوس کرنے لگا تو کئی دنوں کے استخارہ کے بعد بندہ نے یہ فیصلہ کیا کہ کام کرنے والوں کے سامنے اپنا موقف کا صاف لفظوں میں اظہار کروں.....جب حالات سازگار ہو جائیں گے تو بندہ کے دوبارہ حاضر ہونے میں تأمل نہیں رہے گا، میری گجرات واپسی فریق بن کر نہیں ہوئی ہے بلکہ کام کی حفاظت اور مداہنت سے بچنے کے لئے ہوئی ہے، مجھے بھی اللہ کے یہاں جواب دینا ہے، اللہ تعالیٰ ہی کام کی اور کام کرنے والوں کی حفاظت فرمائے، آمین۔

بندہ ابراہیم دیولہ
مقیم حال دیولہ ضلع بھروچ (گجرات)
۱۵/اگست ۲۰۱۶ء

مولانا ابراہیم صاحب اور مولانا یعقوب صاحب دونوں کے موقف سے مجھے مکمل طور پر اتفاق ہے۔

بندہ احمد لاٹ، مقیم حال سورت ۲۸/اگست ۲۰۱۶ء

اسی ماحول اور مرکز نظام الدین میں پیش آنے والے بعض حادثات کے وقت احقر راقم الحروف نے مولانا سعد صاحب کی خدمت میں ایک مکتوب اور مضمون ارسال کیا، جو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب اور مولانا سید محمد سلمان صاحب مظاہری کی خدمت میں بھی پیش کیا تھا، وہ دوسرے حصہ میں شامل ہے۔

مرکز نظام الدین میں پیش آنے والے حادثات اور مولانا محمد سعد صاحب کی تقریروں میں بیان ہونے والے تفردات اور غلط اجتہادات کی وجہ سے فکر مند علماء اور سنجیدہ طبقہ میں سخت تشویش پائی جا رہی تھی، اس کی وجہ سے چاروں طرف ملک و بیرون ملک غلغلہ و شور ہوا، دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں مولانا سعد صاحب کی باتوں سے متعلق سوالات کے انبار لگ گئے، بہت غور و خوض اور کافی انتظار کے بعد اربابِ دارالعلوم دیوبند اور اصحاب دارالافتاء نے اپنا موقف ظاہر کرنے اور ان کی غلط باتوں کے خلاف فتویٰ صادر کرنے کا فیصلہ کر لیا، اس کی اطلاع مرکز بھی پہنچی کہ ان کے خلاف دارالعلوم دیوبند سے فتویٰ صادر ہونے والا ہے، ان کے بعض محبین اور بڑوں نے کوشش کی کہ ایسا فتویٰ نہ آنے پائے، مولانا سعد صاحب اپنا رجوع نامہ داخل کریں گے، اسی موقع پر بھوپال کے اجتماع میں مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم نے دارالعلوم دیوبند کے تعلق سے بلند کلمات فرمائے اور لاکھوں کے مجمع میں واضح طور پر فرمایا کہ احقر کا مسلک و مشرب وہی ہے جو اکابر دارالعلوم دیوبند و مظاہر علوم سہارنپور کا ہے (مولانا کے بیان کا یہ اقتباس ان ہی کے الفاظ میں تفصیل کے ساتھ آگے آرہا ہے)

اس کے بعد سے مولانا محمد سعد صاحب کی طرف سے رجوع ناموں سے سلسلہ شروع ہوا، لیکن مولانا نے اپنے پہلے رجوع نامہ میں ایسی باتیں لکھیں جس کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند کے ذمہ دار حضرات ان کے رجوع نامہ سے مطمئن نہیں ہوئے، مثلاً یہ کہ آئندہ حوالے اور مراجع پیش کئے جائیں گے.....اس کی وجہ سے مولانا کا وہ رجوع نامہ رد کر دیا گیا، اور دارالعلوم کی تحریر ان کے خلاف منظر عام پر آنے کا موقع آ ہی گیا (دارالعلوم دیوبند کی تحریر آگے آرہی ہے)

## مسئلہ سلجھانے اور اختلاف ختم کرنے کی ایک کوشش

احقر کو معتبر ذرائع سے یہ پوری تفصیل معلوم ہو چکی تھی، اس لئے از راہ ہمدردی وخیر خواہی احقر نے مولانا نورالحسن راشد صاحب کاندھلوی سے جو مولانا سعد صاحب کے بہت قریبی عزیز اور مخلص حمایتی ہیں، ان سے رابطہ قائم کر کے احقر نے عرض کیا کہ مولانا سعد صاحب کا رجوع نامہ دارالعلوم دیوبند نے قابل قبول نہیں سمجھا، اس لئے رد کر دیا گیا، اور ان کے خلاف فتویٰ یا تحریر منظر عام پر آنے والی ہے، اس فتوے کے آنے سے امت میں سخت انتشار واختلاف ہوگا، کام کو بھی نقصان پہنچے گا، ایسی تحریر اور ایسا فتویٰ نہ آئے تو بہتر ہے، میرے ذہن میں ایک مضمون ہے اگر اس انداز سے رجوع نامہ لکھا جائے تو مجھے یقین ہے کہ وہ رجوع نامہ بالکل قابل قبول ہوگا، اور ان کے خلاف کوئی فتویٰ وغیرہ نہیں آئے گا، مولانا نورالحسن راشد صاحب نے فرمایا آپ فوراً میرے پاس لکھ کر بھیجئے، مولانا میرے قریبی عزیز ہیں، یہ میری ذمہ داری ہے، میں اس رجوع نامہ پر مولانا سے دستخط کرا کر دارالعلوم دیوبند بھیج دوں گا، آپ جلدی تحریر بھیجئے، چنانچہ سارے کاموں کو چھوڑ کر احقر نے مولانا محمد سعد صاحب کی طرف سے رجوع نامہ کا مسودہ تیار کیا اور مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی کے پاس بھیج دیا اور گزارش کی کہ آپ اس میں حذف وترمیم جو چاہیں کریں، مجھ کو دکھلانے کی ضرورت نہیں، البتہ حضرت مولانا سلمان صاحب (ناظم مظاہر علوم سہارنپور) اور مولانا سعد صاحب کو ضرور دکھلا دیں، اور اس کام میں تاخیر نہ کریں، بہت جلدی کریں، کیونکہ فتویٰ جلد آنے کا امکان ہے، احقر نے کئی مرتبہ مولانا سے جلدی کی درخواست کی، مولانا نے کچھ حذف وترمیم کے بعد میرے لکھے ہوئے رجوع نامہ کو کمپوز کرا کر میرے پاس بھیجا، احقر نے اغلاط کی تصحیح کے بعد فوراً واپس بھیج دیا، اس وقت مولانا نے کہا اب رجوع نامہ سے کیا ہوگا، مولانا کے خلاف تو وہ تحریر اور دارالعلوم کا فتویٰ صادر ہو چکا اور عام بھی ہو گیا، اور پوری دنیا میں ایک کہرام مچ گیا، افسوس کہ احقر کی یہ کوشش ناکام ہوئی، مولانا سعد صاحب کی طرف سے احقر کا لکھا ہوا وہ رجوع نامہ درج ذیل ہے:

## مولانا سعد صاحب کی طرف سے احقر کا لکھا ہوا رجوع نامہ کا مسودہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

### رجوع واعتراف منجانب احقر محمد سعد کاندھلوی، مرکز نظام الدین دہلی

(۱) الحمدللہ! احقر اہلسنت والجماعت کے مسلک کا پابند اور اپنے اکابر علماء دیوبند کے نقش قدم پر خود بھی قائم ہے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کرتا ہے، جو عقائد وافکار وخیالات ہمارے اکابر کے تھے وہی احقر کے بھی ہیں، اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

(۲) احقر کے مختلف بیانوں میں کچھ ایسی باتیں آگئی ہیں جن کے متعلق اکابر علماء کا خیال ہے کہ وہ مسلک جمہور سے ہٹی ہوئی ہیں، ان میں بعض باتیں فروعی اور فقہی جزئیات کے قبیل کی ہیں، اس سلسلہ میں بھی ہمارے اکابر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ کی جو فکر اور منہج رہا ہے احقر بھی انہیں کے نقش قدم پر ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ارشاد فرماتے ہیں:

’’حضرت عمرؓ اپنے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے کہ تم نے میرے سر بہت بڑی ذمہ داری ڈال دی ہے، تم سب میرے اعمال کی نگرانی کیا کرو، میری بھی اپنے دوستوں سے بڑے اصرار والحاح سے یہ درخواست ہے کہ وہ میری نگرانی کریں جہاں غلطی کروں وہاں ٹوکیں اور میرے رشد وسداد کے لئے دعائیں بھی کریں‘‘

(ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۶۹، ملفوظ ۲۱۰)

نیز فرمایا: میں بھی آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ میرے احوال پر نظر رکھئے اور جو بات ٹوکنے کی ہو اس پر ٹوکئے۔

(ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۴۴)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''اگر میری رائے غلط ہوگی میں اپنے رجوع کا اعلان کردوں گا، اور علماء کے فیصلہ کردینے کے بعد ان سے دوبارہ مقاولت ومکاتبت نہ کی جائے گی، اس کو فیصلہ اخیر سمجھ کر تسلیم کرلیا جائے گا، اگر تحقیقاً بھی سمجھ میں نہ آئے گا، تقلیداً قبول کرلوں گا'' (امداد الفتاویٰ ص ۲۶، ج ۴)

اسی طرح حضرت تھانویؒ اپنے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

''مجھ سے جہاں کہیں کوئی لغزش ہوئی ہو اس کا دل کھول کر فراخ دلی سے اقرار کیا ہے، اگر کبھی اتفاقاً ہی کسی نے غلطی کی اطلاع دی ہے تو بحمد للہ فوراً رجوع کرلیا، اور کسی نہ کسی موقع پر اس کو شائع کردیا، چنانچہ میری تحریرات سے یہ بات ظاہر ہیں''

(اشرف السوانح ص ۱۳۳، ج ۳، الافاضات الیومیہ ص ۴۰۸، ج ۹)

(اسی طرح ایک مسئلہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں فلاں مسئلہ) سے رجوع کرتا ہوں، اور کوئی درجہ تسبّب للضر کا اگر واقع ہوگیا ہو (یعنی کسی کو دینی ضرر پہنچ گیا ہو) تو اس سے استغفار کرتا ہوں، اگر ممکن ہو کم از کم اس مضمون کو جلد ہی شائع فرمادیں، خواہ مستقلاً خواہ اخبار میں، **جزاکم الله دلّلتمونی علی هذا الصواب**. (امداد الفتاویٰ ص ۳۷۸، ۵۳۱، ج ۴)

علامہ سید سلیمان ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''یہ خاکسار ہیچمدان علی الاطلاق اپنی ان تمام غلطیوں سے جو دانستہ یا نادانستہ حق کے خلاف ہوئی ہوں صدق دل سے توبہ کرتا ہے اور اپنے قصور کا اعتراف اور اپنی ہر اس رائے سے جس کی سند کتاب وسنت میں نہ ہو اعلان برأت کرتا ہے..... اگر مسلمانوں میں کوئی ایسا ہے جس نے میری وجہ سے ان مسئلوں میں میری رائے اختیار کی ہو تو اس کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اس میرے رجوع اور تصحیح کے بعد اپنی غلطی سے رجوع کرلے اور صحیح امر اختیار کرے، علمائے سلف میں اپنی رائے سے رجوع اور توجیہ اور قول ثانی کا رواج عام رہا ہے، یہ ان ہی کا اتباعِ حق ہے''

(تذکرۂ سلیمان ص ۱۶۰ و ۱۶۲، مطبوعہ پاکستان، رسالہ معارف جنوری ۱۹۴۳ء)

احقر (محمد سعد کاندھلوی) بھی اپنے ان اکابر کے نمونوں کو سامنے رکھتے ہوئے اور ان ہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پورے انشراح کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہے کہ:

(۱) ''کوتاہ علمی کے سبب مختلف موقعوں میں احقر سے دانستہ یا نادانستہ علمی لغزشیں اور خطائیں اب تک جو بھی صادر ہوئی ہیں، جن کی طرف علمائے محققین نے توجہ دلائی مثلاً توبہ کی قبولیت کے لئے خروج فی سبیل اللہ کی شرط کا لازم قرار دینا، اسباب کے تعلق سے بے اعتدالی کی بہت سی باتیں، کیمرہ والے موبائل کو پاس رکھ کر نماز نہ ہونے اسی طرح موبائل میں قرآن پاک کی تلاوت کے عدم جواز اور ثواب نہ ملنے کی بات اور اسی طرح کی مختلف باتیں جن کی طرف علمائے محققین نے توجہ دلائی..... خصوصاً تازہ مسئلہ میں جس میں احقر نے مکہ ومدینہ کے بعد مرکز نظام الدین کے تقدس وعظمت اور سارے عالم کے لئے مرجع ہونے اور قابل اطاعت ہونے کی جو بات کہی، جو غلط ہونے کے ساتھ غلو پر بھی مبنی ہے، احقر اپنی اس قسم کی تمام باتوں سے غلطی کے اعتراف کے ساتھ رجوع کا اعلان کرتا ہے، اور حق تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے''

(۲) حضراتِ اہل علم سے گزارش ہے کہ اس نوع کی جتنی باتیں ہوں جن میں مجھ سے علمی لغزش اور خطا ہوئی ہو مجھے مطلع فرمائیں، انشاء اللہ آئندہ ایسی باتوں کے بیان سے احتیاط کروں گا اور جو غلط باتیں عام مجمعوں میں بیان ہوچکی ہیں انشاء اللہ عام مجمعوں میں ہی صحیح بات بھی بیان کروں گا، اور سابقہ بات سے رجوع کا اعلان بھی کردوں گا۔

(۳) عوام الناس حضرات سے بھی گزارش ہے کہ اس نوع کی جتنی باتیں ہیں ان کے نقل وبیان میں احتیاط سے کام لیں، اہل مدارس کے علماء ومفتیان کرام جو کچھ بتلائیں اس کو صحیح سمجھیں اور اسی کے مطابق عمل کریں۔

(۴) موجودہ اکابرین حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب (ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ) حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی

(مہتمم دارالعلوم دیوبند) حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب (ناظم مظاہر علوم سہارنپور) جن کو ہم اساطین امت اور ارباب حل وعقد سمجھتے ہیں، وہ جن باتوں کی طرف ہم کو توجہ دلائیں گے اور ہدایت فرمائیں گے انشاء اللہ ہم اسی کے مطابق عمل کریں گے۔

(۵) مرکز نظام الدین کے داخلی اور انتظامی امور میں بھی ہمارے مذکورہ اکابر اصولی طور پر جو بات فرمائیں گے انشاء اللہ اسی کے مطابق عمل کروں گا، تمام حضرات سے گزارش ہے کہ ہمارے مذکورہ اکابر کے فیصلے اور تجویز سے مطمئن رہیں۔

(۶) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دیولہ، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دامت برکاتہم ہمارے اساتذہ اور مرکز نظام الدین کے اکابر اور اہل شوریٰ میں سے ہیں، احقر کی ذات سے ان کو جو تکلیف پہنچی ہو ہم معافی مانگتے ہیں اور عاجزانہ گزارش کرتے ہیں کہ مرکز نظام الدین تشریف لے آئیں ہم ان کے استقبال اور ان کی خدمت کے لئے حاضر ہیں، ہم ان حضرات کی رائے کا احترام کریں گے اور کوئی اہم اقدام اور فیصلہ ان کے مشورے اور ہدایت کے بغیر انشاء اللہ نہیں کریں گے جیسا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے فرمان سے بھی اس کی ہدایت ملتی ہے جس کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے نقل فرمایا ہے کہ:

''میرے نزدیک جو کام چلنے کے لئے اس وقت ضرورت ہے وہ مشائخ طریقت وعلمائے شریعت، ماہرین سیاست کے چند ایسے حضرات کی جماعت کے مشاورت کے ماتحت ہونے کی ضرورت ہے، ایک نظم کے ساتھ حسب ضرورت مشاورت کا انعقاد خاطر خواہ مداوم رہے، اور عملی چیز سب اس کے ماتحت ہو، سو ایک تو اول ایسی مجلس کے منعقد ہو جانے کی ضرورت ہے''

(مکاتیب حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۱۴۴)

(۷) اکابرین ملت ارباب حل وعقد (حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے مذکورہ فرمان وخواہش کے مطابق) جس مجلس مشاورت کا انعقاد وانتخاب فرمادیں گے انشاء اللہ ہم سب اس کے مطابق مل کر کام کریں گے اور تمام امور انشاء اللہ اجتماعی طور پر غور وخوض اور مشورہ کے بعد ہی طے ہوا کریں گے۔

میں امید کرتا ہوں کہ احقر کا یہ معذرت نامہ ہمارے اکابرین قبول فرمائیں گے اور ہماری گزارشات کو بھی قبول فرمائیں گے، احقر اپنے محبّین ومتعلقین اور تمام لوگوں سے گزارش کرتا ہے کہ اکابرین کی تجاویز اور ان کے فیصلوں کی تائید اور حمایت کریں، انتہیٰ۔

(مولانا سعد صاحب کی طرف سے رجوع نامہ کا مسودہ مکمل ہوا)

یہ وہ رجوع نامہ تھا جس کو احقر نے مولانا محمد سعد صاحب کی طرف سے مسودہ کی شکل میں تیار کر کے مولانا نور الحسن راشد صاحب کاندھلوی کے پاس بھیجا تھا کہ اس نوعیت کا رجوع نامہ لکھ کر دارالعلوم میں پیش کیا جائے، انشاء اللہ ضرور قابل قبول ہوگا، اور سارے مسئلے ختم ہو جائیں گے اور ان کے خلاف کوئی فتویٰ یا تحریر بھی نہیں آئے گی۔

لیکن افسوس کہ اصل مقصد تو حاصل نہیں ہوا البتہ اس میرے مسودے ہی کو اصل رجوع نامہ قرار دے کر دنیا بھر میں اس کی تشہیر کر دی گئی کہ یہ مولانا محمد سعد صاحب کا رجوع نامہ ہے، جو انہوں نے دارالعلوم دیوبند بھیجا، لیکن اس کے باوجود دارالعلوم دیوبند نے ان کے خلاف تحریر شائع کی، اس کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند کی سخت بدنامی ہوئی کہ جب مولانا سعد صاحب کا اتنا واضح رجوع نامہ آچکا ہے تو پھر دارالعلوم دیوبند نے ان کے خلاف فتویٰ کیوں صادر کیا؟ دنیا تو یہی سمجھ رہی تھی کہ یہ رجوع نامہ مولانا سعد صاحب ہی کا ہے، حالانکہ اس کی حقیقت کچھ اور تھی۔

مولانا سعد صاحب کی باتوں کے خلاف فتویٰ آجانے کے بعد احقر نے ایک دوسری مختصر تحریر مولانا سعد صاحب کی طرف سے از راہِ ہمدردی اور اس لئے کہ امت سے انتشار واختلاف ختم ہو لکھی تھی کہ اب فتویٰ آجانے کے بعد اس نوع کی تحریر دارالعلوم دیوبند بھیج دیں، انشاء اللہ کافی ہو جائے گی، اور سارے قضیے ختم ہو جائے گے، وہ تحریر احقر نے آپ کے (حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مظاہری دامت برکاتہم کے) گھر بھیجی تھی، اس کو آپ نے ملاحظہ بھی فرمایا تھا، اس میں بھی ناکامی ہوئی، وہ تحریر درج ذیل ہے:

# فتویٰ آجانے کے بعد دوسرے رجوع نامہ کا مسودہ

## رجوع نامہ منجانب.....

(۱) بندہ محمد سعد اعلان کرتا ہے کہ الحمدللہ احقر اہلسنت والجماعت کا پابند اور اسی پر قائم ہے، جو افکار وخیالات ہمارے اکابر علماء دیوبند کے ہیں وہی احقر کے بھی ہیں۔

(۲) احقر کے مختلف بیانوں سے متعلق دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے فتویٰ صادر ہوا ہے جس میں میری غلطیوں کو واضح کیا گیا ہے، غور وفکر کے بعد مجھے اپنی غلطیوں کا احساس ہوا، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اس قسم کی جتنی غلطیاں مختلف بیانوں میں اب تک مجھ سے بیان ہو چکی ہیں ان سب سے بندہ توبہ واستغفار کے ساتھ رجوع کا اعلان کرتا ہے۔

(۳) اور اکابر علماء سے درخواست کرتا ہے کہ خلاف شرع باتیں جو مجھ سے بیان ہوئی ہیں مجھے باخبر کریں تا کہ اس کی اصلاح کرسکوں اور آئندہ ان کے بیان سے احتیاط کروں۔

(۴) دعوت وتبلیغ سے تعلق رکھنے والے تمام ساتھیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اس نوع کی تمام باتوں سے متعلق معتمد علماء اور اہل فتاویٰ سے رجوع کریں اور ان کے فتووں پر ہی عمل کریں۔

(۵) بندہ مرکز کے اپنے پرانے رفقاء خصوصاً مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب، مولانا احمد لاٹ صاحب دامت برکاتہم سے گزارش کرتا ہے کہ مرکز تشریف لائیں، انشاء اللہ ہم سب مل کر مشورہ ہی سے کام کریں گے۔

یہ ساری باتیں احقر نے امت کی خیر خواہی میں دعوت وتبلیغ کے کام کی حفاظت کے خاطر اختیار کی ہیں اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ثابت قدمی نصیب فرمائے۔

والسلام

بندہ محمد سعد

احقر کا لکھا ہوا مذکورہ بالا رجوع نامہ کا پہلا مسودہ ساری دنیا میں عام ہوگیا، اور پوری دنیا یہی سمجھ رہی تھی کہ یہ رجوع نامہ مولانا سعد صاحب ہی کی طرف سے ہے اور اس پر اظہارِ تعجب بھی کر رہی تھی کہ جب اتنا واضح رجوع نامہ آگیا پھر بھی دارالعلوم دیوبند نے ان کے خلاف تحریر کیوں شائع کی، بہت سے حضرات دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داروں اور دیگر علمائے محققین اور مفتیان کرام سے بدگمان اور ان کی شان میں گستاخیاں کر رہے تھے، بعض کہنے والوں نے یہاں تک کہا کہ دارالعلوم دیوبند نے اتنے کروڑ روپے لے کر مولانا سعد صاحب کے خلاف فتویٰ دیا ہے، اس وقت ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اس رجوع نامہ کے مسودہ کی حقیقت کو واضح کیا جائے، چنانچہ اس صورت حال کے پیش نظر دینی ضرورت سمجھ کر احقر نے ایک مضمون لکھا، جس کا عنوان ہے ''وضاحتی تحریر اور غلط فہمیوں کا ازالہ'' جو بڑے سائز کے اٹھارہ صفحات پر مشتمل ہے، وہ بھی اسی رسالہ کے اخیر میں ملحق ہے، اس کے ساتھ ہی ایک مضمون میں حضرت مولانا محمد سعد صاحب اور تمام تبلیغی کام کرنے والوں اور علمائے کرام سے چند گزارشات کی ہیں، یہ مضمون بھی اسی کے ساتھ ملحق ہے، اس مضمون میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ دارالعلوم دیوبند نے مولانا سعد صاحب کے رجوع نامہ کو کیوں قبول نہیں کیا، اس کی وجوہات اور اسباب بیان کئے گئے ہیں اور احقر نے خود حضرت مفتی ابوالقاسم صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) سے گفتگو کر کے معذرت کے ساتھ حقیقت کو ظاہر فرمایا، حضرت مہتمم صاحب کو بہت ہی تعجب ہوا اور خوشی کا اظہار بھی فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ مولانا سعد صاحب کی طرف سے اگر یہ رجوع نامہ آجاتا تو فوراً قابل قبول ہے، بعض ذمہ داروں نے مولانا سعد صاحب سے دریافت کیا کہ کیا یہ رجوع آپ کی طرف سے ہے، مولانا نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا: ہرگز نہیں، اسی موقع پر اس رجوع نامہ کے

مسودہ سے پھیلنے والی غلط فہمی کے ازالہ کے لئے احقر کے حقیقی بھائی مفتی اقبال احمد سلمہ قاسمی نے ایک مختصر تحریر میں اس رجوع نامہ کی حقیقت کو ظاہر کیا، اور تلافی وتدارک کے لئے اس کو عام کیا، جو درجِ ذیل ہے:

## جناب مولوی سعد صاحب کاندھلوی کی طرف منسوب رجوع نامہ کی حقیقت

ملک کے ایک مستند عالم دین صاحب علم وقلم (حضرت مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری ندوی، استاذِ حدیث وفقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) جو وقت کے اکابر کے معتمد ہیں، اور وہ خاموشی کے ساتھ مولانا سعد صاحب کو ان کی غلط باتوں سے آگاہ بھی کرتے رہتے تھے، جب دارالعلوم دیوبند کی طرف سے ان کی غلو آمیز باتوں، مدارس وخانقاہوں سے استخفاف اور توہین، غلط مسائل اور بہت سی دینی تحریفات کے سبب حفاظتِ دین اور تبلیغی کام کو اپنے صحیح نہج پر قائم وباقی رکھتے ہوئے مفصل تحریر (فتویٰ) آنے والی تھی تو درمیان میں کچھ اہل علم اور جماعت کے وفد نے امید دلا کر کہ مولانا سعد صاحب اپنی غلطیوں سے رجوع کرلیں گے، لیکن دارالعلوم دیوبند میں رجوع نامہ کے نام پر جو تحریر آئی وہ اکابر کے لئے اطمینان بخش ہونے کے بجائے تکلیف دہ تھی، مولانا سعد صاحب کو صحیح معنوں میں رجوع کرنے کے لئے مذکورہ موصوف عالم دین نے ان کو یہ طریقہ اور طرز مخلصانہ انداز میں ایک صاحب کی معرف خاموشی سے بھیجا کہ مسئلہ پوری جماعت کا ہے اس انداز سے رجوع نامہ دارالعلوم دیوبند بھیج دیں تا کہ دارالعلوم مطمئن ہو کر دیگر لوگوں کو اطمینان دلا سکے، لیکن اس تحریر کے ساتھ خیانت یہ کی گئی کہ دارالعلوم دیوبند میں اس طرح کوئی رجوع نامہ نہ بھیج کر مذکورہ عالم (حضرت مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری ندوی) کی اصل تحریر ان کے ہی قلمی خط کی شکل میں شائع کردی گئی اور دھوکہ یہ دیا جارہا ہے کہ دارالعلوم دیوبند اس رجوع کے بعد بھی فتویٰ دے کر گویا غلطی کررہا ہے، حالانکہ یہ رجوع نامہ نہ مولانا سعد صاحب نے لکھا نہ لکھوایا، نہ دیوبند بھیجا گیا، **فالأمان والحفیظ**      **اقبال احمد قاسمی**

الغرض احقر نے جناب مولانا محمد سعد صاحب کی خیر خواہی میں مولانا ہی کی طرف سے رجوع نامہ کا مضمون لکھا تھا، کاش مولانا اُس پر توجہ فرما لیتے اور مولانا راشد صاحب کاندھلوی کے مشورہ کے مطابق اُسی رجوع نامہ کو اصل قرار دے کر ارسال فرمادیتے تو سارا معاملہ ختم ہوجاتا، اور اُن کے خلاف وہ تحریریں بھی نہ آتیں جو بعد میں آئیں، حضرت مفتی ابوالقاسم صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) نے اس رجوع نامہ کے مضمون کو ملاحظہ فرما کر فرمایا تھا کہ وہ رجوع نامہ آتا تو بالکل قابل قبول تھا۔

## دارالعلوم دیوبند کی وضاحت

چونکہ دارالعلوم دیوبند کے ذمہ دار حضرات مولانا سعد صاحب کاندھلوی کے رجوع ناموں سے مطمئن نہیں ہوسکے تھے، اس لئے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل وضاحت کو انہوں نے دینی فریضہ سمجھا، چنانچہ اسی موقع پر دارالعلوم دیوبند نے ''ضروری وضاحت'' کے عنوان سے درجِ ذیل تحریر شائع کی۔

جناب مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کے بعض غلط نظریات وافکار اور قابل اشکال بیانات کے سلسلے میں ملک وبیرون ملک سے آمدہ خطوط وسوالات کے پیش نظر ''دارالعلوم دیوبند'' کے اکابر اساتذہ کرام اور جملہ مفتیان کرام کے دستخط کے ساتھ ایک متفقہ موقف قائم کیا گیا تھا، لیکن اس تحریر کے اجرا سے قبل یہ اطلاع ملی کہ مولانا محمد سعد صاحب کی طرف سے ایک وفد گفتگو کے لئے ''دارالعلوم'' آنا چاہتا ہے، چنانچہ وفد آیا اور اس نے مولانا محمد سعد صاحب کا یہ پیغام پہنچایا کہ وہ رجوع کے لئے تیار ہیں، چنانچہ متفقہ موقف کی کاپی وفد کے ہمراہ مولانا محمد سعد صاحب کی خدمت میں ارسال کردی گئی، پھر ان کی طرف سے اس کا جواب بھی موصول ہوا، لیکن مجموعی طور پر ''دارالعلوم دیوبند'' ان کی تحریر سے مطمئن نہیں ہوا، جس کی سردست کچھ تفصیل مولانا محمد سعد صاحب کے پاس خط کے ذریعہ ارسال کردی گئی ہے۔

دارالعلوم دیوبند اکابر کی قائم کردہ جماعت تبلیغ کے مبارک کام کو غلط نظریات اور افکار کی آمیزش سے بچانے اور اکابر کے مسلک ومشرب پر

قائم رکھنے، نیز جماعت کی افادیت اور علمائے حق کے درمیان اس کے اعتماد کو باقی رکھنے کے لئے اپنا متفقہ موقف اہل مدارس، اہل علم اور امت کے سنجیدہ حضرات کی خدمت میں ارسال کرنا ایک دینی فریضہ سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مبارک جماعت کی ہر طرح سے حفاظت فرمائے اور ہم سب کو مسلکاً وعملاً راہ حق پر قائم رہنے کی توفیق بخشے، آمین۔

ابوالقاسم نعمانی　　سعید احمد پالنپوری　　محمد ارشد مدنی　　۵ر ربیع الاول ۱۴۳۸ھ

(سعادت نامہ ص۳)

# مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کے نظریات وافکار کے سلسلہ میں دار العلوم دیوبند کا موقف

دار العلوم دیوبند

Darul-uloom, Deoband. U.P. India

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء المرسلین، محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد**

اس وقت دنیا کے بہت سے علمائے حق اور مشائخ وغیرہ کی طرف سے یہ تقاضہ کیا جا رہا ہے کہ جناب مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کے نظریات اور افکار کے سلسلہ میں ''دار العلوم دیوبند'' اپنا موقف واضح کرے، حال ہی میں بنگلہ دیش کے معتمد علماء اور پڑوسی ملک کے بھی بعض علماء کی طرف سے خطوط موصول ہوئے ہیں، اور اندرونِ ملک سے بھی ''دارالافتاء دار العلوم دیوبند'' میں کئی استفتاءات آئے ہوئے ہیں، ہم جماعت کے داخلی انتشار واختلاف اور نظم وانتظام سے قطعِ نظر یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ گذشتہ کئی سالوں سے استفتاءات اور خطوط کی شکل میں مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی سے متعلق جو نظریات وافکار دار العلوم دیوبند کو موصول ہو رہے ہیں تحقیق کے بعد اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے کہ ان کے بیانات میں قرآن وحدیث کی غلط یا مرجوح تشریحات، غلط استدلالات اور تفسیر بالرائے پائی جا رہی ہے، بعض باتوں میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں بے ادبی ظاہر ہوتی ہے، جب کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن میں موصوف جمہورِ امت اور اجماعِ سلف کے دائرے سے بالکل نکل رہے ہیں۔

بعض فقہی مسائل میں بھی وہ معتبر دار الافتاؤں کے متفقہ فتوے کے برخلاف بے بنیاد نئی رائے قائم کر کے عوام کے سامنے شدت کے ساتھ بیان کر رہے ہیں، نیز تبلیغی جماعت کے کام کی اہمیت وہ اس طرز پر بیان کر رہے ہیں کہ جس سے دین کے دیگر شعبوں پر سخت تنقید اور ان کا استخفاف ہو رہا ہے، اور سلف کی پرانی دعوتی ترتیبوں کا رَد وانکار لازم آ رہا ہے، نیز اس کی وجہ سے اکابر واسلاف کی عظمت میں کمی، بلکہ استخفاف پیدا ہو رہا ہے، ان کا یہ رویہ جماعت تبلیغ کے سابقہ ذمہ داران: حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ، حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ کے یکسر خلاف ہے۔

اس سے پہلے دار العلوم دیوبند کی طرف سے کئی بار خطوط کے ذریعہ اور دار العلوم میں تبلیغی اجتماع کے موقع پر ''بنگلہ والی مسجد'' کے وفد کے سامنے بھی اس پر توجہ دلائی گئی تھی، لیکن خطوط کا اب تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

جماعت تبلیغ ایک خالص دینی جماعت ہے، جو عملاً ومسلکاً جمہور امت اور اکابر رحمہم اللہ کے طریق سے ہٹ کر محفوظ نہیں رہ پائے گی، انبیاء کی شان میں بے ادبی، فکری انحرافات، تفسیر بالرائے، احادیث وآثار کی من مانی تشریحات سے علمائے حق کبھی متفق نہیں ہو سکتے اور اس پر سکوت اختیار نہیں کیا جا سکتا، اس لئے کہ اسی قسم کے نظریات بعد میں پوری جماعت کو راہِ حق سے منحرف کر دیتے ہیں، جیسا کہ پہلے بھی بعض اصلاحی اور دینی جماعتوں کے ساتھ یہ حادثہ پیش آ چکا ہے۔

اس لئے ہم ان معروضات کی روشنی میں امت مسلمہ بالخصوص عام تبلیغی احباب کو اس بات سے آگاہ کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں کہ مولوی محمد سعد صاحب کم علمی کی بنا پر اپنے افکار و نظریات اور قرآن وحدیث کی تشریحات میں جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے راستے سے ہٹتے جا رہے ہیں، جو بلاشبہ گمراہی کا راستہ ہے، اس لئے ان باتوں پر سکوت اختیار نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ یہ نظریات اگر چہ ایک فرد کے ہیں، لیکن یہ چیزیں اب عوام الناس میں پھیلتی جارہی ہیں۔

جماعت کے حلقہ میں اثر و رسوخ رکھنے والے معتدل مزاج اور سنجیدہ اہم ذمہ داران کو بھی ہم متوجہ کرانا چاہتے ہیں کہ اکابر کی قائم کردہ اس جماعت کو جمہور امت اور سابقہ اکابر ذمہ داران کے مسلک و مشرب پر قائم رکھنے کی سعی کریں اور مولوی محمد سعد صاحب کے جو غلط افکار و نظریات عوام الناس میں پھیل چکے ہیں، ان کی اصلاح کی پوری کوشش کریں، اگر ان پر فوری قدغن نہ لگائی گئی تو خطرہ ہے کہ آگے چل کر جماعت سے وابستہ امت کا ایک بڑا طبقہ گمراہی کا شکار ہو کر فرقہ ضالہ کی شکل اختیار کرلے۔

ہم سب دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جماعت کی حفاظت فرمائے اور اکابر کے طریق پر اخلاص کے ساتھ جماعت تبلیغ کو زندہ جاوید اور پھیلتا پھولتا رکھے، آمین ثم آمین۔

دستخط اکابر علمائے دارالعلوم دیوبند

مہر دارالعلوم دیوبند    ابوالقاسم نعمانی    محمد ارشد    حبیب الرحمٰن اعظمی    سعید احمد پالنپوری    محمد عثمان    نعمت اللہ

حبیب الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند    زین الاسلام قاسمی مفتی دارالعلوم دیوبند    محمد اسد اللہ معین مفتی دارالعلوم دیوبند

محمود حسن بلندشہری    وقار علی    نعمان سیتاپوری    فخر الاسلام    ۲۳ر صفر ۱۴۳۸ھ

(سعادت نامہ ص۴ تا ۸)

## اکابر دارالعلوم دیوبند کے نزدیک مولانا سعد صاحب کے رجوع ناموں کے قبول نہ کرنے کی وجوہات

اُس کے بعد مولانا محمد سعد صاحب کی طرف سے متعدد رجوع نامے ارسال کئے گئے لیکن قابل اطمینان نہ ہونے کی وجہ سے سب رد کردیئے گئے، جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

پہلی تحریر تو اس لئے رد کردی گئی کہ اس میں مولانا کی طرف سے لکھے گئے رجوع نامہ میں علمائے دیوبند پر بدگمانی اور عدم تعاون کا الزام بھی تھا، نیز جن باتوں سے مولانا رجوع کررہے ہیں آئندہ انہی باتوں کے حوالے و مراجع پیش کرنے کا بھی انہوں نے ذکر کیا، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

.....قدیم بیانات میں کسی چوک یا زبان کی بے احتیاطی یا بیان کے وقت تمام حکمتوں اور مصلحتوں کے احاطہ نہ ہونے کی وجہ سے اظہارِ خیال میں جو کوتاہی ہوئی اس سے آپ جیسے عالمی علمی دینی مرکز کے اہم ذمہ دار حضرات کو احقر و اس کے ساتھیوں کے افکار و خیالات موقف و مسلک میں کسی قسم کی جو بدگمانی ہوئی ہے، احقر اس کو نہایت افسوسناک اور دعوت و تبلیغ والے مبارک عمل اور اس کے مرکز کے ساتھ عدمِ تعاون سمجھتا ہے، **فإلى الله مشتكىٰ وإلى الله مستعان**.

(نوٹ) احقر کے بیانات پر جو اعتراض ہیں ان کے متعلق احقر کی کم علمی کے باوجود جو معلومات اور ان کے علمی مراجع وغیرہ ہیں، آئندہ ارسال کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

بندہ محمد سعد بنگلہ والی مسجد، نظام الدین دہلی

۲۹ر صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۳۰ر نومبر ۲۰۱۶ء بروز چہار شنبہ

(ماخوذ سعادت نامہ، مولانا سعد صاحب کا رجوع نامہ ص۱۴)

اکابر دارالعلوم دیوبند کی دور اندیشی سمجھئے کہ مولانا محمد سعد صاحب کے مذکورہ بالا رجوع نامہ سے جس خدشہ کا خطرہ انہوں نے محسوس کیا تھا،

وہ چند ماہ کے بعد یقین بن کر سامنے آیا، اس طرح کہ مولانا محمد سعد صاحب کی جن بعض باتوں پر علمائے محققین وارباب افتاء کو اشکالات تھے، مولانا محمد سعد صاحب کے محبّین اور ان کی حمایت کرنے والوں نے حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مظاہری کی زیرنگرانی ان سب قابل اعتراض باتوں کے حوالے ومراجع اور دلائل جمع کر کے بڑے سائز کے ۲۱ر صفحات میں مرتب کئے، اور ان کو خوب عام کیا، جس کے متعلق احقر نے حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مظاہری (ناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارنپور) کے حکم سے ان جوابات پر اہل علم کی طرف سے ہونے والے تبصرے واعتراضات جمع کر کے ان کی خدمت میں بھیجے تھے، جو آگے آرہے ہیں۔

## مولانا محمد سعد صاحب کا دوسرا رجوع نامہ اور اس کے قبول نہ کرنے کی وجہ

اُس کے بعد مولانا کا دوسرا رجوع نامہ آیا، جس میں وہ قابل اعتراض باتیں جن کا تذکرہ اصحابِ دارالعلوم دیوبند نے کیا تھا، حذف کردی گئیں تھیں، دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داروں نے ان کے اس دوسرے رجوع نامہ کو قبول کرلیا اور جواب کے لئے ایک تحریر مرتب کی، جس میں ان کے رجوع پر پورا اطمینان بھی کرلیا گیا تھا، اور دوسرے مکتوب میں ان کو یہ ہدایت بھی کردی گئی تھی کہ آئندہ آپ اس نوع کی قابل اعتراض باتیں بیان نہ کریں، اور مولانا سعد صاحب کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس تحریر کو دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داروں نے اپنے دو قاصدوں کے ذریعہ مرکز نظام الدین دہلی مولانا سعد صاحب کے پاس بھیجا، وہ تحریر درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دارالعلوم دیوبند

۱۳ر ربیع الاول ۱۴۳۸ھ حوالہ نمبر ۱۱۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الحمد للہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وأصحابہ أجمعین أما بعد:**

جناب مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کے بعض بیانات کی روشنی میں ان کے افکار ونظریات کے سلسلہ میں ''دارالعلوم دیوبند'' نے اپنا موقف واضح کیا تھا، جس میں کہا گیا تھا کہ تحقیق کے بعد اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ان کے بیانات میں قرآن وحدیث کی غلط یا مرجوح تشریحات، غلط استدلالات اور تفسیر بالرائے پائی جارہی ہے، بعض باتوں میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں بے ادبی ظاہر ہوتی ہے، جب کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں، جن میں موصوف جمہور امت اور اجماعِ سلف کے دائرے سے باہر نکل رہے ہیں، چونکہ ''دارالعلوم دیوبند'' کا متفقہ موقف اب عام ہو چکا ہے، اس لئے اس کے مکمل اعادہ کی ضرورت نہیں ہے، وہ تحریر مولانا محمد سعد صاحب کے فرستادہ وفد کے ذریعہ ان کی خدمت میں بھیج دی گئی تھی، اس کے جواب میں ان کی ایک تحریر موصول ہوئی، جس کے ابتدائی حصہ میں رجوع کا اظہار تھا، لیکن آخر میں درج کچھ باتوں کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند اس سے مطمئن نہیں ہوسکا، وہ تحریر بھی شائع ہوچکی ہے۔

ادھر ۱۱ر ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار جناب مولانا نور الحسن صاحب راشد کاندھلوی اور ان کے رفقاء کے ذریعہ مولانا محمد سعد صاحب کی تحریر دوبارہ پہنچی، جس پر مولانا محمد سعد صاحب کے دستخط کے ساتھ ۱۰ر ربیع الاول کی تاریخ درج ہے۔

یہ تحریر اساتذۂ کرام اور مفتیان کرام کی مجلس میں پیش کی گئی، اور بطور رجوع نامہ اس تحریر پر اظہارِ اطمینان کرتے ہوئے ایک مختصر تحریر بطور رسید مولانا محمد سعد صاحب کے نام لکھ کر مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی اور ان کے رفقاء کے حوالہ کردی گئی، اور مفصل تحریر بعد میں بھیجنے کا وعدہ کیا گیا۔

اب اس موقع پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ دارالعلوم دیوبند نے جناب مولانا محمد سعد صاحب کی جن قابل اشکال باتوں کے

سلسلہ میں اپنا متفقہ موقف ظاہر کیا تھا، وہ موقف اپنی جگہ پر قائم ہے، دار العلوم دیوبند نے اپنا متفقہ موقف واپس نہیں لیا ہے اور ان افکار ونظریات کو جن کا ذکر متفقہ موقف میں کیا گیا ہے دار العلوم دیوبند بہر حال غلط اور نا قابل قبول سمجھتا ہے اور ان تمام غلط باتوں پر جن کی نشاندہی متفقہ موقف میں کی گئی ہیں، جماعت کی ہر سطح پر قدغن لگانا ضروری سمجھتا ہے۔

لیکن اب چونکہ مولانا محمد سعد صاحب نے ان بیانات سے واضح طور پر رجوع کا اظہار کیا ہے اور یہ اعلان کیا ہے کہ علمائے دیوبند کا جو مسلک ہے وہی ہمارا مسلک ہے اس لئے اس پر ہمیں اطمینان ہے، اس لئے اب ان بیانات کی نسبت مولانا کی طرف کرنا صحیح نہیں ہوگا، ہم سب دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا محمد سعد صاحب کو اکابر کے منہج پر ثابت قدم رکھے، اور ان کو اشاعت دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے۔

دار العلوم دیوبند جماعت کے داخلی اختلاف وانتشار سے اگرچہ لاتعلق ہے، لیکن اس موقع پر اپنی اس خواہش کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ کسی بھی قیمت پر اس اختلاف وانتشار کو ختم کر کے جماعت کی صفوں میں اتحاد و باہمی اعتماد پیدا کرنا چاہئے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ

مہتمم دار العلوم دیوبند

۱۳/ربیع الاول ۱۴۳۸ھ

| حبیب الرحمٰن عفی اللہ عنہ | سعید احمد پالنپوری خادم دار العلوم دیوبند | دستخط اساتذۂ کرام ومفتیان عظام دار العلوم دیوبند |
|---|---|---|
| محمود حسن غفرلہ بلند شہری | زین الاسلام قاسمی، مفتی دار العلوم دیوبند | نعمت اللہ ریاست علی محمد عثمان |
| مہر دار الافتاء دار العلوم دیوبند | مہر دار العلوم دیوبند محمد احمد | فخر الاسلام عفی عنہ کشی نگری وقار علی |

لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جس وقت اس تحریر کو لے کر دونوں قاصد مرکز نظام الدین پہنچ رہے تھے، اسی وقت دار العلوم دیوبند کے ذمہ داروں کو موثق ذرائع سے یہ اطلاع ملی کہ جن باتوں سے مولانا نے رجوع کیا ہے اور جو باتیں مولانا کی واقعی قابل اعتراض تھیں ان ہی باتوں کو بعد فجر صبح کے بیان میں مولانا نے پھر بیان کیا، تحقیق کے بعد خبر صحیح معلوم ہوئی، جس کے نتیجہ میں مہتمم دار العلوم دیوبند نے فون کے ذریعہ اپنے قاصدوں کو جو مرکز نظام الدین پہنچنے والے تھے، واپس بلالیا، اس کی وضاحت حضرت مولانا ارشد صاحب مدنی دامت برکاتہم کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے، مولانا ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم ایک صاحب کے سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''ہم سے یہ کہا گیا کہ مولانا سعد صاحب یوں کہتے ہیں یوں کہتے ہیں، اس پر فتویٰ دو، دار العلوم تو فتویٰ بھی نہ دیتا، لیکن جب اختلاف ہوگیا (اور نظریات کے اختلاف سے) مدرسے بھی الگ الگ ہوگئے، مدرسہ والوں کا زور پڑا کہ فتویٰ دو، دار العلوم نے مجبور ہو کر فتویٰ دیا، فتویٰ دینے کے بعد ان کا رجوع نامہ آیا، اس وقت دار العلوم نے ایک تحریر بھیج دی کہ آپ آئندہ اس طرح کی باتیں نہ کریں، آدمی لے کر گیا وہ ابھی وہاں پہنچا بھی نہ تھا کہ ادھر سے واٹس اپ پر اسی دن کی مولانا کی تقریر صبح کی آگئی، جس میں انہوں نے اپنے پہلے موقف کی حمایت کی اور جن باتوں سے رجوع کیا ان ہی باتوں کو پھر بیان کیا، تو مہتمم صاحب نے فوراً فون کیا تو پتہ چلا کہ وہ (دونوں قاصد) مرکز کے قریب پہنچ گئے ہیں، مہتمم صاحب نے فون کیا، فوراً واپس آجاؤ، چنانچہ وہ لوگ واپس آگئے۔

اس کے بعد (مولانا سعد صاحب کی طرف سے) دوبارہ پھر یہ لوگ آئے، واصف الاسلام وغیرہ، مہتمم صاحب نے ان سے کہا ابھی ابھی چند روز ہوئے ہیں جو باتیں مولانا سعد صاحب نے کہی ہیں ان کی تائید میں ان کے خسر صاحب نے ایک کتابچہ شائع کیا ہے، اب یہ بتاؤ کہ جانتے بوجھتے کیسے فتویٰ واپس لے لیں۔ ارشد مدنی (مولانا کی یہ وضاحت ریکارڈ ہے اور اب بھی محفوظ ہے)

الغرض اکابر دار العلوم دیوبند نے ان کے دوسرے رجوع نامہ کو قبول کر کے اطمینان بھی کرلیا تھا، اور اطمینان بخش چند ہدایات پر مشتمل ایک تحریر بھی ارسال کردی تھی، لیکن انہی دِنوں میں شیخ موصوف پھر اُنہیں غلطیوں کو لوگوں کے سامنے دہرا رہے تھے اور قابلِ رجوع باتوں کو مرکز

نظام الدین کے اسٹیج سے بیان فرمارہے تھے، موثق ذرائع سے جب اس کی اطلاع دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داروں کو پہنچی تو ان کے رجوع نامہ کو قبول کرتے ہوئے اکابرِ دارالعلوم دیوبند نے اطمینان بخش جو جواب تحریر فرمایا تھا، دینی فریضہ سمجھتے ہوئے اور دیانت داری کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُس اطمینان بخش تحریر کو درمیان راستہ سے واپس منگوالیا، اور لے جانے والے قاصدوں کو واپس بلالیا۔

## مولانا سعد صاحب کا تیسرا رجوع نامہ اور اس کے قبول نہ کرنے کی وجہ

اُس کے بعد پھر مولانا کا تیسرا رجوع نامہ آیا لیکن اُس میں مولانا نے نیا اضافہ اور کردیا وہ یہ کہ اس میں اپنی غلطیوں کی توجیہ وتاویل کی بات بھی کہی گئی مثلاً یہ کہ موسیٰ علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے تعلق سے جو کچھ کہا گیا ہے مفسرین نے اس کی بھی تصریح کی ہے، گو وہ ضعیف اور مرجوح ہیں۔

چنانچہ مولانا اپنے اس رجوع نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:

.....اس رجوع نامہ کے آخر میں کچھ ایسے جملے آگئے تھے جن کو رجوع کی روح کے منافی سمجھتے ہوئے اس سے متعارض قرار دیا گیا اس لئے وہ رجوع نامہ قابل قبول نہیں سمجھا گیا، حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنا مافی الضمیر اس وقت پوری طرح واضح نہیں کرسکا، درحقیقت بات یہ تھی کہ آپ کی تحریر میں بندہ کی کچھ باتیں تو ایسی تھیں جن سے بندہ نے غیر مشروط کا اظہار کیا تھا، اور کچھ باتیں ایسی تھیں جو درحقیقت سلف کے مفسرین کے ایسے کلام سے ماخوذ تھیں جو شاید معترض حضرات کی نظر سے نہیں گزرا، جس کی وجہ سے انہیں قطعی بے اصل اور محض تفسیر بالرائے قرار دیا گیا، حالانکہ وہ سلف سے منقول ہیں، اور ان کی بنا پر کسی بات کو باطل یا محض گمراہی نہیں قرار دیا جاسکتا، زیادہ سے زیادہ انہیں مرجوح کہہ سکتے ہیں، ان منقولات کے مراجع آنجناب کی خدمت میں بھیجنے کا ارادہ اس غرض سے ظاہر نہیں کیا تھا کہ رجوع سے رجوع مقصود تھا، بلکہ یہ نقول آنجناب کی خدمت میں لانے کا منشاء یہ تھا کہ ان پر غور فرمالیا جائے تاکہ ہر قسم کی غلطی کو ایک ہی صف میں شمار نہ کیا جائے الخ۔

بندہ محمد سعد بنگلہ والی مسجد، نظام الدین دہلی

۱۰/ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۹/جنوری ۲۰۱۷ء

(ماخوذ سعادت نامہ، مولانا سعد صاحب کا رجوع نامہ ص ۱۷)

لیکن دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داروں نے اس تاویل وتوجیہ کے ساتھ اس تیسرے رجوع نامہ کو بھی قبول نہیں کیا، اور یہ فرمایا کہ ہم کو آپ کے رجوع کی ضرورت نہیں، اُسی موقع پر اکابر دارالعلوم دیوبند نے مشورے اور کافی غور وخوض کے بعد اپنی ذمہ داری اور دینی فریضہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے مولانا محمد سعد صاحب سے یہ فرمایا کہ آپ علانیہ رجوع عوام کے سامنے کرلیں، جس سے عوام کی غلط فہمی دور ہوجائے، بس اتنا کافی ہے، مجھے آپ کے رجوع کی ضرورت نہیں، واللہ اعلم، اور امت کی رہنمائی اور ان کے اطمینان کے لئے دارالعلوم دیوبند نے مولانا سعد صاحب کے سابقہ تمام رجوع کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے متعلق حقیقت پر مبنی نہایت منصفانہ ومعتدلانہ موقف ظاہر فرمایا، جو درجِ ذیل ہے:

## مولانا محمد سعد صاحب کے سابقہ رجوع ناموں کے بعد دارالعلوم دیوبند کا موقف

**باسمہ تعالیٰ**

**الحمد لله رب العالمين، والصلوٰة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين**

**سيدنا ومولانا محمد وعلىٰ آله واصحابه اجمعين، اما بعد!**

جناب مولانا سعد صاحب کاندھلوی کے بعض بیانات کی روشنی میں ان کے افکار اور نظریات کے سلسلے میں دارالعلوم دیوبند نے اپنا متفقہ موقف واضح کیا تھا، جس میں کہا گیا تھا کہ تحقیق کے بعد اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ان کے بیانات میں قرآن وحدیث کی غلط یا مرجوح تشریحات، غلط استدلالات اور تفسیر بالرائے پائی جارہی ہے، بعض باتوں میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں بے ادبی ظاہر ہوتی ہے،

جب کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن میں موصوف جمہور امت اور اجماع سلف سے باہر نکل رہے ہیں، چونکہ یہ متفقہ موقف اب عام ہو چکا ہے اس لئے اس کو مکمل اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا محمد سعد صاحب کی طرف سے رجوع کے نام سے ایک تحریر بھی موصول ہوئی تھی جس پر اطمینان نہیں ہوسکا تھا۔

اب مولانا محمد سعد صاحب کی طرف سے ۱۰/ربیع الثانی ۱۴۳۸ء کو رجوع کے سلسلے میں ایک نئی تحریر موصول ہوئی ہے، جس کے تمام مشمولات اور تفصیلات سے اگرچہ اتفاق نہیں کیا جاسکتا، لیکن اس تحریر میں مولانا نے فی الجملہ اپنے بیانات سے رجوع کیا ہے جن کا ذکر دارالعلوم دیوبند کے موقف میں کیا گیا تھا، اور آئندہ ان کا اعادہ نہ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

اب اس موقع پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ دارالعلوم دیوبند نے مولانا محمد سعد صاحب کی جن قابل اشکال باتوں کے سلسلے میں اپنا متفقہ موقف ظاہر کیا تھا وہ موقف اپنی جگہ پر قائم ہے، دارالعلوم دیوبند نے اپنا متفقہ موقف واپس نہیں لیا ہے، اور ان افکار ونظریات کو جن کا ذکر متفقہ موقف میں کیا گیا ہے، دارالعلوم دیوبند بہرحال غلط اور ناقابل قبول سمجھتا ہے، اور ان تمام غلط باتوں پر جن کی نشاندہی متفقہ موقف میں کی گئی ہے، جماعت کی ہر سطح پر قدغن لگانا ضروری سمجھتا ہے، لیکن مولانا نے اپنی تحریر میں چونکہ فی الجملہ رجوع کرتے ہوئے آئندہ ان باتوں سے پرہیز کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے، اس لئے اس پر اعتماد کرتے ہوئے ہم توقع کرتے ہیں کہ مولانا آئندہ ایسی باتوں سے مکمل احتیاط برتیں گے، جو علمائے راسخین کے نزدیک قابل گرفت ہوسکتی ہوں، اسی کے ساتھ مولانا محمد سعد صاحب کو بطور خاص اس امر کی طرف متوجہ کرانا چاہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں ان کے بیانات صرف مرجوح حیثیت کی تفسیر نہیں رکھتے بلکہ وہ یقینی طور پر غلط ہیں، اور جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شانِ اقدس کے منافی ہیں، اس لئے اس مسئلہ میں مولانا کو اپنے تمام بیانات کی بلا تاویل تردید کرنی چاہئے، خواہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عجلت کو بنی اسرائیل کی گمراہی کا سبب قرار دینا کا مسئلہ ہو یا ۴۰/رات دعوت ترک کرکے عبادت میں مشغول رہنے کا الزام ہو۔

دستخط حضرات علمائے ربانیین ومہر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند — سعید احمد عفی اللہ عنہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند

نعمت اللہ غفرلہ — حبیب الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند

زین الاسلام مفتی دارالعلوم دیوبند — محمود حسن غفرلہ بلندشہری

عبدالخالق — وقار علی — محمد اسعد اللہ معین مفتی دارالعلوم دیوبند — نعمان سیتاپوری۔

۲۶/ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ

(ماخوذ از سعادت نامہ ص ۲۴)

## مولانا سعد صاحب کا چوتھا رجوع نامہ

اس کے بعد مولانا محمد سعد صاحب کی طرف سے ان کے قاصدوں کے واسطہ سے چوتھا رجوع نامہ آیا، جس میں انہوں نے بلا توجیہ وتاویل رجوع کرلیا، مولانا کا وہ رجوع نامہ درج ذیل ہے:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بخدمت جناب مفتی ابوالقاسم صاحب دامت برکاتہم

امید ہے کہ مزاج عالی بخیر ہوں گے، آنجناب کا خط موصول ہوا جس میں آنجناب نے بندہ کو بلا تاویل وتوجیہ رجوع کرنے کا حکم دیا ہے، بندہ کو علمائے دارالعلوم دیوبند پر مکمل اعتماد ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر تشریف لے جانے والے واقعہ میں بندہ اپنے تمام بیانات

سے بلا تاویل وتوجیہ رجوع کرتا ہے، اور آئندہ اس کو بیان کرنے سے انشاء اللہ مکمل اجتناب کرنے کا پختہ ارادہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنا حفظ وامان عطا فرمائے، آمین۔

۴؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ مطابق ۲؍فروری ۲۰۱۷ء

فقط والسلام

بندہ محمد سعد بنگلہ والی مسجد، نظام الدین دہلی

(ماخوذ سعادت نامہ، مولانا سعد صاحب کا رجوع نامہ ص ۲۵)

لیکن اس وقت اکابر دارالعلوم دیوبند کافی غور وخوض اور مشورے کے بعد مولانا سعد صاحب کے متعلق پوری امت کے سامنے اپنا موقف بیان کر چکے تھے، جو ماقبل میں مذکور ہوا، نیز یہ بھی واضح کر چکے تھے کہ اب ہم کو مولانا کے کسی رجوع کی ضرورت نہیں، معاملہ فیما بینہ وبین اللہ ہے، مولانا عوام کے سامنے علانیہ رجوع کرلیں، بس کافی ہے، اسی کے ساتھ دارالعلوم دیوبند نے کلی طور پر غیر جانبداری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے قول وعمل اور تحریر وتقریر سے یہ بھی واضح کر دیا کہ تبلیغی جماعت اکابر دارالعلوم دیوبند کی قائم کردہ جماعت ہے، اس لئے اس کی حفاظت اور امت کی صحیح رہنمائی اس کا دینی فریضہ ہے، باقی مرکز نظام الدین کے داخلی وانتظامی امور جو امارت وشوریٰ سے تعلق رکھتے ہیں، دارالعلوم دیوبند کو اس سے کچھ مطلب نہیں، البتہ جماعت کی ہر سطح پر غلطیوں پر قدغن لگانا وہ ضروری سمجھتا ہے، باقی انتظامی امور میں خواہ وہ شوریٰ والے ہوں یا امارت والے دارالعلوم دیوبند اس معاملہ میں غیر جانبدار ہو کر سب کو ایک نگاہ سے دیکھتا ہے، وہ غلطیوں میں کسی کے ساتھ نہیں ہے، یوں پوری جماعت کے ساتھ ہے، چنانچہ دارالعلوم دیوبند نے غیر جانبداری کا ثبوت دیتے ہوئے حالات کی نزاکت کے پیش نظر یہ اعلان کر دیا کہ احاطہ دارالعلوم دیوبند میں تبلیغی جماعت کا کام کرنے کی خواہ وہ شوریٰ والوں کی طرف سے ہو یا امارت والوں کی طرف سے، کسی کو اس وقت تک احاطہ دارالعلوم میں کام کرنے کی اجازت نہیں، جب تک کہ دونوں متحد ومتفق نہ ہو جائیں، کیونکہ اس کے بغیر سخت اختلاف وانتشار کے خطرات ہیں، چنانچہ حضرت مفتی ابوالقاسم صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) اور حضرت مولانا ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم نے مسجد رشید دارالعلوم دیوبند میں واضح طور پر تمام طلبہ کے سامنے اس کا اعلان فرمایا۔

## دارالعلوم دیوبند کے احاطہ میں تبلیغی جماعت کا کام کرنے سے متعلق ذمہ داروں کی طرف سے واضح اعلان

دارالعلوم دیوبند کے تمام طلباء واساتذہ کے سامنے اس تعلق سے جو تقریر حضرت مولانا ارشد صاحب مدنی دامت برکاتہم نے فرمائی، جس کو ساری دنیا میں عام کر دیا گیا، اس کے چند جملے درج ذیل ہیں:

''تبلیغی جماعت میں اختلاف کی اس وقت جو صورتحال ہے......ان خطرات کے پیش نظر پھر اکابر دارالعلوم دیوبند بیٹھے اور ایک رائے قائم کی، جماعت تبلیغ کی بالکل مخالفت نہیں، دونوں گھروں سے ہمارے مخلصانہ تعلقات ہیں، ہماری دنیا نہ ان سے وابستہ ہے نہ ان سے، ہمارا ان سے کوئی اختلاف نہیں ہے، میں بار بار کہتا ہوں کہ میری یہ آواز ساری دنیا میں جارہی ہے، دارالعلوم دیوبند کا تبلیغی جماعت سے کوئی اختلاف نہیں، ہمیں اگر اختلاف ہے تو ان کے اختلاف سے اختلاف ہے، اور ہمیں اگر کوئی موقع ملے گا ہم پھر اتحاد کی کوشش کریں گے، اور پہلے بھی کر چکے ہیں۔

لوگوں میں اس وقت ان باتوں کی وجہ سے جو افواہیں ہیں کہ خدانخواستہ یہاں مرکز بنے گا، وہاں اجتماع ہوں گا، یہ ایک مصیبت ہے، نہ تعلیم کا ماحول رہے گا، نہ تعلّم کا ماحول رہے گا، اساتذۂ دارالعلوم اور انتظامیہ اسی میں لگے رہیں گے کہ آج یہ ہو گیا کل وہ ہو گیا، اس لئے اس امر کو موقوف کر دیا جائے۔

اس صورتحال میں خطرہ ہے کہ اگر کوئی بدنظمی دارالعلوم کے اندر ہوئی اور جماعت سے وابستہ حضرات چاہیں وہ طالب علم ہوں چاہیں عوام ہوں، چاہیں علماء ہوں، یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان کے اندر تشدد ہوتا ہے، سختی ہوتی ہے، اب اگر خدانخواستہ دارالعلوم کے اندر کوئی ایسی بات ہوئی تو فرقہ پرست طاقتوں کو پروپگنڈہ کرنے اور قدم بڑھانے میں پانچ منٹ نہیں لگیں گے، اس لئے آج کے حالات کے پیش نظر ضروری ہے کہ دارالعلوم

دیوبند کوایسے حالات سے بچایا جائے، اس لئے ہم یہ بات کہتے ہیں کہ ہم اس اختلاف سے ہٹ کر دارالعلوم کو تعلیم و تعلم کے میدان کے اندر آگے بڑھائیں......دارالعلوم دیوبند کے تمام اساتذہ اور انتظامیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ موجودہ صورتحال کے پیش نظر اس امر کو موقوف کر دیا جائے، اس سے قطع نظر کہ کون کس کے ساتھ ہے، ہم کو اس سے کوئی سروکار نہیں، جو اختلاف دارالعلوم دیوبند سے باہر ہے، وہ دارالعلوم کے اندر نہیں آنا چاہئے، اور اگر وہ اختلاف اندر آئے گا تو دارالعلوم کے لئے اس میں کوئی خیر نہیں۔

یہی وہ چیز تھی جس کو کہنے کے لئے یہ اجتماع بلایا گیا ہے، میں پھر کہتا ہوں کہ اپنی دلچسپی کو صرف تعلیم میں لگائیے، میں جانتا ہوں کہ دارالعلوم کا یہ فیصلہ آپ کو شاق ہوگا، جب آپ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو جائیں تو کام کرنے کا میدان بہت وسیع ہے، بعد میں کام کریئے گا، دارالعلوم کے مفاد کے خاطر آپ اپنے کو ہر طرف سے کاٹ کر تعلیم میں لگائیے"

اور اس کے ساتھ ہی دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم نے تبلیغی جماعت کے موجودہ اندرونی اختلاف کے تعلق سے دارالعلوم دیوبند کے موقف کا اعلان بھی ایک وضاحتی تحریر میں کر دیا جو درج ذیل ہے:

## تبلیغی جماعت کے داخلی اختلاف کے متعلق دارالعلوم دیوبند کا موقف

تبلیغی جماعت کے اکابر کا باہمی اختلاف کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، آج کی دنیا میں ملت اسلامیہ کے مسائل ومعاملات سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بھی اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے موجودہ اکابر واصاغر سبھی کی اس اختلاف کی ابتداء سے یہ خواہش رہی ہے کہ جماعت کے اکابر باہمی گفت وشنید سے اس اختلاف کو جس قدر جلد دور فرمالیں یہ صرف جماعت ہی کے لئے نہیں بلکہ پوری ملت کے حق میں بہتر ہوگا۔

اسی کے ساتھ دارالعلوم دیوبند اس اختلاف سے متعلق اپنے اس موقف کا بھی بار بار اظہار واعلان کر چکا ہے کہ یہ اختلاف چونکہ جماعت کے داخلی وانتظامی امور سے متعلق ہے، دینی علوم واحکام سے براہِ راست اس کا تعلق نہیں ہے، جبکہ دارالعلوم دیوبند کا اصل موضوع اور دائرۂ عمل دینی علوم واحکام کی تعلیم وتفہیم اور تبلیغ واشاعت ہے، اس لئے اس اختلاف سے دارالعلوم دیوبند کو کوئی سروکار نہیں ہے، خود جماعت کے اکابر بھی اپنے اس داخلی اختلاف کو بہتر طور سے دور کر سکتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کے اپنے اس غیر جانبدارانہ موقف کے اظہار واعلان کے باوجود ایک طبقہ کی جانب سے یہ باور کرانے کی مسلسل کوشش جاری ہے کہ دارالعلوم دیوبند اس اختلاف میں ایک خاص فریق کا ہمنوا ہے، اس غلط افواہ کی بنا پر ہندوستان ہی نہیں بلکہ بیرونی ممالک کے محبانِ دارالعلوم بھی دارالعلوم دیوبند کے صحیح موقف کو جاننا چاہتے ہیں اور ایک بڑی تعداد نے اس سلسلہ میں دارالعلوم دیوبند سے براہِ راست سوال بھی کیا ہے۔

اس لئے دارالعلوم دیوبند ایک بار پھر واضح الفاظ میں دردِمندان ملت کے گوش وگذار کر رہا ہے کہ جماعت تبلیغی کے موجودہ داخلی اختلاف سے دارالعلوم دیوبند کا ادنیٰ تعلق نہیں ہے، اس نے اس نزاعی مسئلہ میں دونوں فریق سے برابر کا فاصلہ بنائے رکھا ہے، نیز ان کا یہ اختلاف جب تک باقی رہے گا، وہ دونوں کی سرگرمیوں سے بالکل الگ تھلگ رہے گا، رہا معاملہ دین کی دعوت وتبلیغ کا تو دارالعلوم دیوبند اپنے عہد قیام ہی سے نونہالانِ ملت کی علمی ودینی تعلیم وتربیت کے ساتھ احوال وذرائع کے مطابق اپنے نہج پر دعوت وتبلیغ کی خدمت انجام دیتا چلا آ رہا ہے، جو عالم آشکارہ ہے، اور یہ سلسلہ بحمد للہ حسب معمول جاری وساری ہے، اور ان شاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا، اللّٰھم اصلح لنا شاننا کله والف بین قلوبنا ووفّقنا لما تحب وترضیٰ۔

مہر دارالعلوم دیوبند

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

۱۴۳۸/۱۱/۱۶ ۲۰۱۷/۸/۹

# مولانا محمد سعد صاحب کا طرزِ عمل اور اکابر علمائے بنگلہ دیش و دارالعلوم دیوبند کی تشویش

الغرض دارالعلوم دیوبند نے فی الجملہ ان کے رجوع ناموں کو قبول کرنے کے بعد مولانا سعد صاحب کو یہ ہدایت دی کہ آپ مجمع عام میں علانیہ رجوع فرمالیں اور آئندہ اس قسم کی قابل اعتراض باتوں سے کلی طور پر اجتناب کریں، لیکن اصحاب دارالعلوم دیوبند کی اس واضح ہدایت کے بعد بھی مولانا سعد صاحب نے نہ تو اصحابِ دارالعلوم دیوبند سے کوئی رابطہ رکھا نہ اپنی کمی کا احساس نہ ندامت کا اظہار، اور نہ ہی عوام وخواص کے سامنے اپنی قابل اعتراض باتوں سے علانیہ رجوع، بلکہ مولانا سعد صاحب کے حامیوں کی طرف ان کی غلط اور قابل اعتراض باتوں کی تائید میں دلائل اور مراجع جمع کر کے شائع کئے گئے، اور حسب سابق ان کے نئے نئے اجتہاد کا سلسلہ جاری تھا، جس کی اطلاعات برابر موصول ہو رہی تھیں، اس کی وجہ سے ہندوستان و پاکستان اور بنگلہ دیش کے علماء سخت پریشان اور فکرمند تھے کہ اسی درمیان بنگلہ دیش کے عالمی اجتماع کا موقع آگیا، بنگلہ دیش کے اصحابِ علم وفضل تبلیغی ذمہ داروں نے باہم مشورہ سے طے کیا کہ ایسی حالت میں مولانا سعد صاحب کا اجتماع میں آنے اور ان کے بیانات ہونے کا مطلب یہ کہ ان کی قابل اعتراض باتوں سے علمائے بنگلہ دیش اور اصحابِ دارالعلوم دیوبند خاموش اور مطمئن ہو گئے، اس سے پوری امت کے غلط فہمی میں پڑ جانے اور طرح طرح کے سوالات پیدا ہونے کے خطرات تھے، اس لئے علمائے بنگلہ دیش نے قطعی طور پر یہ فیصلہ کیا کہ مولانا سعد صاحب کی بنگلہ دیش کے اجتماع میں شرکت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ اپنی ان قابل اعتراض باتوں سے جو راہِ اعتدال اور مسلک جمہور سے ہٹی ہوئی ہیں، جب تک مولانا اپنی طرف سے اس نوع کی تمام باتوں سے اصحاب دارالعلوم دیوبند کو مطمئن نہ کر دیں اس وقت تک اس نسبت سے وہ بنگلہ دیش اجتماع میں نہیں آسکتے، چنانچہ اسی غرض سے چند افراد پر مشتمل علمائے بنگلہ دیش کا ایک وفد دارالعلوم دیوبند حاضر ہوا، اور منتظمین دارالعلوم دیوبند سے اس سلسلہ میں گفتگو کی۔

دارالعلوم دیوبند چونکہ مسلک اہل سنت والجماعت کا ترجمان اور اہل حق کا نمائندہ ہے جس پر امت کو اعتماد ہے، چنانچہ اس احساسِ ذمہ داری کے پیش نظر اصحابِ دارالعلوم دیوبند نے بنگلہ دیش سے آئے ہوئے وفد کے سامنے یہ شرط رکھی کہ مولانا سعد صاحب نے انبیاء علیہم السلام مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے جتنی غلط باتیں بیان کی ہیں، چونکہ وہ چند لوگوں کے سامنے نہیں بلکہ لاکھوں کے مجمع میں بیان کی گئی ہیں، جس سے امت کو غلط پیغام پہنچا اور امت کی غلط رہنمائی ہوئی، اس لئے مولانا کو چاہئے کہ محض تحریری طور پر یا چند لوگوں کے سامنے نہیں بلکہ مجمع عام میں علانیہ رجوع کریں کہ میں نے فلاں بات غلط بیان کی تھی میں اس سے رجوع اور توبہ کرتا ہوں، اور آئندہ ایسی قابل اعتراض باتوں کے بیان کرنے سے مولانا پورے طور پر اجتناب کریں، اب تک چونکہ مولانا سعد صاحب کی طرف سے یہ بات نہیں پائی گئی تھی بلکہ ان کے مزید اجتہادات کا سلسلہ جاری ہے، نیز مولانا کی قابل اعتراض باتوں کی تائید وحمایت میں علماء کی ایک جماعت نے حضرت مولانا سلمان صاحب مظاہری (ناظم مظاہر علوم سہارنپور) کی نگرانی میں دلائل اور حوالے جمع کئے ہیں، اس لئے دارالعلوم نے اس وفد کے سامنے سخت تشویش اور اپنی بے اطمینانی کا اظہار کیا، اس موقع پر دارالعلوم دیوبند نے بنگلہ دیش کے مذکورہ وفد کو جو تحریر حوالہ کی وہ درج ذیل ہے:

## بنگلہ دیش سے آئے ہوئے وفد کے لئے دارالعلوم دیوبند کی تحریر

''مولانا محمد سعد صاحب کے بعض غیر محتاط بلکہ اہل سنت والجماعت کے موقف کے یکسر خلاف بیانات کی بنیاد پر برصغیر (ہندو پاک و بنگلہ دیش) کے علماء کے استفسار پر دارالعلوم دیوبند نے اپنا دینی وشرعی موقف واضح کیا تھا، جسے آج بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے موقف کی اشاعت کے بعد ایک رجوع نامہ دستیاب ہوا، جس پر مولانا سعد صاحب کے دستخط تھے، مگر اس رجوع کے بعد مولانا کے عقیدت مند بالخصوص ان کے خویش حضرت مولانا محمد سلمان صاحب (ناظم مظاہر علوم) کی جانب سے دارالعلوم کی تردید میں ایک مفصل کتابچہ شائع ہوا، اور اس طرح کے تردیدی بیانات کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، نیز مولانا محمد سعد صاحب سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ جس طرح

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں ان کے بیانات مجمع عام میں ہوئے ہیں اسی طرح وہ اس سے صراحۃً رجوع کا اعلان مجمع عام میں کریں لیکن اب تک عام بیانات میں مولانا کے رجوع کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے۔

اس لئے دارالعلوم دیوبند کے خدام کا یہ احساس ہے کہ مولانا سعد اور ان کے ہمنوا اپنے پہلے موقف پر بدستور قائم ہیں، اس لئے دارالعلوم دیوبند بھی اپنے شائع کردہ موقف پر بحالہٖ قائم ہے"

ابوالقاسم نعمانی　　　　(مولانا) ارشد مدنی

۲۵/۱۲/۲۰۱۷ء　　　　۲۵/۱۲/۲۰۱۷ء

مہر دارالعلوم دیوبند

بنگلہ دیش سے آئے ہوئے وفد (جو علماء اور بعض حکّام پر مشتمل تھا ان) کے مطالبے اور ان کے سوال کے جواب میں مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنا دینی فریضہ سمجھ کر امانت و دیانت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مذکورہ تحریر ان کے حوالہ کی، اور یہ وہی تحریر ہے جس کے متعلق حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی (مہتمم دارالعلوم دیوبند) کے متعلق مشہور کیا گیا کہ انہوں نے بنگلہ دیش حکومت کو خفیہ خط لکھا کہ بنگلہ دیش اجتماع میں مولانا سعد صاحب کو نہ آنے دیا جائے، اصل حقیقت قارئین کے سامنے ہے، خود ہی فیصلہ فرمالیجئے کہ یہ اعتراض کس حد تک درست ہے؟

بنگلہ دیش کا یہ وفد جو علماء اور بعض حکام پر مشتمل تھا اس نے دہلی مرکز نظام الدین جا کر مولانا سعد صاحب کے سامنے یہ شرطیں رکھیں، اور ساتھ ہی یہ بھی شرط رکھی کہ بنگلہ دیش کے اجتماع میں آپ اسی وقت تشریف لا سکتے ہیں جب کہ ساتھ میں ان تبلیغی اکابر (حضرت مولانا ابراہیم صاحب دیولہ، حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب وغیرہ) کو بھی ساتھ لائیں، جو مولانا کی غیر معتدل اور قابل اعتراض باتوں کی وجہ سے مرکز سے علٰحدہ ہو گئے ہیں، یعنی اختلاف ختم کر کے متفق و متحد ہو کر کے آئیں، لیکن شاید مولانا وفد کی یہ ساری شرطیں پوری نہ کر سکے، اس لئے بنگلہ دیش کے ذمہ داروں نے یہ فیصلہ کیا کہ مولانا سعد صاحب بنگلہ دیش کے اجتماع میں نہیں آسکتے، اور اسی موقع پر جب بنگلہ دیش میں شرکت سے محرومی بلکہ بائیکاٹ کی نوبت آگئی تو اسی موقع پر مولانا نے محدود مجمع کے سامنے مرکز نظام الدین کی چار دیواری میں بیٹھ کر اب علانیہ رجوع کیا جو درج ذیل ہے:

## بنگلہ دیش اجتماع سے پہلے مرکز نظام الدین کی چہار دیواری میں مولانا سعد صاحب کا رجوع

۲؍دسمبر ۲۰۱۷ء کو مرکز نظام الدین میں حیاۃ الصحابہ کی تعلیم سے پہلے مولانا سعد صاحب نے محدود مجمع کے سامنے یہ اعلان فرمایا:

"محترم بزرگو عزیزو علم عمل کی کسوٹی ہے، علم و عمل کو علماء پر پیش کرو، علماء قائد ہیں، علماء مقتدیٰ ہیں، اور امت مقتدی ہے، علماء اس لئے مقتدیٰ ہیں کہ اصل علم امام ہے، ہم قدم قدم پر اقوال و افعال و اعمال میں علماء کے تابع ہیں، علماء کی رہبری اور ان کی طرف سے ملنے والی ہدایات یہ بنیادی بات ہے، اس لئے کہ علم سے ہٹ کر جہل اور ضلالت ہے، اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہر بیان اور ہر قول و عمل میں یہ دیکھیں کہ علمائے حق کیا فرماتے ہیں، صحابۂ کرام اور خلفائے راشدین اس بارے میں سب سے زیادہ ڈرنے والے تھے، میرا قول و عمل علم کے مطابق ہے یا خلاف؟

یہ ساری تمہید اس لئے عرض کی ہے کہ بسا اوقات بیانات میں ایسی چیزیں آجاتی ہیں جو کہیں بھی کسی بھی معمولی بات میں انبیاء علیہم السلام کی عصمت اور ان کی عظمت اور ان کے مقام کے خلاف ہو جاتی ہیں، اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ:

ہم سے مختلف مواقع میں بیانات میں موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ، خاص طور سے ان کا انفرادی عبادت میں مشغول ہو جانا اس بارے میں بیان ہوا ہے، کوئی بھی ایسی بات جس سے انبیاء علیہم السلام کی عظمت اور ان کی عصمت اور انبیاء علیہم السلام کے کام پر رائی کے دانہ کے برابر بھی کسی غلطی کا شائبہ بھی ہو اس سے ہمیشہ دور رہنا چاہئے۔

اس واقعہ میں چونکہ یقینی طور پر ذہن جاتا ہے کہ نعوذ باللہ موسیٰ علیہ السلام کے اس عمل کی وجہ سے گمراہی آئی، یہ بات نہ آئندہ بیان کی جائے اور نہ اس خطا کی تائید کے لئے کوئی کوشش کی جائے بلکہ ایسی چیزوں سے احتیاط اور اجتناب کیا جائے، اس میں کوئی شک نہیں، اس لئے کہیں بیانات میں یہ بات آگئی ہو ہم اس سے رجوع کرتے ہیں، اور ساتھیوں کو بھی اس میں احتیاط کرنی چاہئے، صحابہ کرام کتنی احتیاط کرتے تھے فتویٰ دینے میں، کتنی احتیاط کرتے تھے کسی بات کا جواب دینے میں۔

دوسری بات یہ کہ اس بات کی تائید میں اور اس بات کے ثابت کرنے میں کوئی کوشش کرنا یہ بھی غلط ہے، جو چیز غلط ہے وہ غلط ہے، اس لئے اس سے اعتقاداً اور قولاً ہر طرح سے احتیاط کی جائے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ ہمیشہ اس طرح کی غلطیوں میں علماء کے متوجہ کرنے پر ہمیشہ ان کو اپنا محسن سمجھا کرو، ان کو اپنا مقابل سمجھنا بڑی حماقت ہے، علماء کو اپنا محسن سمجھو، یہ تو یقینی بات ہے، ٹوکنے والے کو ہمیشہ اپنا محسن سمجھو، بلکہ صحابہ کرام تو ٹوکنے والوں کو تیار کرتے تھے، ٹوکنے والے علماء کا احسان سمجھا کرو، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ایسے علمائے کرام کو کہ ایسی باتوں کو ٹوکتے رہتے ہیں جس کے بیان کرنے میں انبیاء کی شان میں کوتاہی ہو، ایسی چیزوں کی طرف علماء متوجہ کرتے ہیں، ایسی چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے'' (مجلس بعد عشاء، مرکز نظام الدین، ۲؍دسمبر ۲۰۱۷ء)

ظاہر بات ہے کہ خاص مجلس میں مولانا کا یہ رجوع ضابطہ کے مطابق شرعی تقاضوں کو پورا کرنے والا نہیں ہوسکتا، کیونکہ غلط بیانی تو لاکھوں کے مجمع میں اور اس کی وجہ سے غلط فہمی تو لاکھوں لوگوں کو ہوئی، اور رجوع تھوڑے لوگوں کے سامنے چار دیوار میں بیٹھ کر، اس لئے یہ رجوع دار العلوم دیوبند اور بنگلہ دیش کے وفد کی شرط کے مطابق نہ تھا، نیز بنگلہ دیش والوں کی دوسری شرط بھی پوری نہیں ہوئی تھی، اس لئے بنگلہ دیش والوں نے مولانا سعد صاحب کو اپنے یہاں اجتماع میں شرکت کی اجازت نہیں دی بلکہ اس پر سخت پابندی لگادی، لیکن مولانا اپنے خاص مزاج اور خوش فہمی کی وجہ سے کسی تدبیر سے از خود وہاں پہنچ ہی گئے، بنگلہ دیش کے ذمہ داروں کو جب اس کا علم ہوا تو ان کو مولانا کے اس طرزِ عمل سے سخت تکلیف اور بڑی حیرت ہوئی، اور اس وقت علمائے بنگلہ دیش اور حکام بنگلہ دیش نے پوری سختی سے کہا کہ مولانا ہرگز اجتماع میں شریک نہیں ہوسکتے، مولانا سعد صاحب کے اچانک بنگلہ دیش پہنچ جانے پر سخت احتجاج کیا جانے لگا، اور فتنہ وفساد کا ماحول بننے لگا، جس کی وجہ سے مولانا ایک مسجد میں محصور کردیئے گئے، اور سخت پہرہ کردیا گیا کہ آپ ہرگز باہر نہیں آسکتے اور نہ ہی اجتماع میں شریک ہوسکتے ہیں، البتہ واپس جاسکتے ہیں، لیکن پھر بھی مولانا نے جلدی واپسی کو طے نہیں فرمایا کہ شاید کوئی صورت اجتماع میں شرکت کی بن جائے، لیکن ہر تدبیر ناکام رہی، اسی موقع پر مسجد کی چہار دیوار میں محدود طبقہ اور اپنے معتقدین ومحبین کے سامنے مولانا نے پھر علانیہ رجوع کیا، جو درج ذیل ہے:

## ککریل مرکز (بنگلہ دیش) میں مولانا سعد صاحب کا مکرر رجوع

مولانا نے محدود طبقہ اور اپنے معتقدین کے سامنے بیان فرمایا:

''علماء کے اعتراض کو اپنی اصلاح کا ذریعہ اور ان کے ٹوکنے کو ان کا اپنے اوپر احسان یقین کریں، اس لئے کہ علماء جو بات فرمائیں گے اس میں عمل کی قبولیت اور اس میں ہی عمل کا صحیح ہونا ہے، اس طرح ہم علماء سے علمی استفادہ بھی کریں، اور اگر علماء کسی بات پر اعتراض کریں یا کسی بات کو ٹوکیں تو اس کو قبول بھی کریں، ہمارے یہاں ماشاء اللہ بیانات بھی ہوتے ہیں، اجتماعات میں بھی بیانات ہوتے ہیں، علماء سنتے بھی ہیں اور علماء کو چاہئے بھی کہ وہ بیانات کو سنیں بھی اور دیکھیں بھی کہ کیا بیان کیا جارہا ہے اور جہاں اصلاح کی ضرورت ہو وہاں اصلاح بھی فرمائیں، اور دعوت وتبلیغ والوں کو بھی چاہئے کہ علماء کی اصلاح کو قبول کریں۔

میں بھی عرض کرتا ہوں اور پہلے بھی عرض کیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے بیان کرنے میں بیان کرنے والے سے بھول ہوگئی، میں نے اس وقت بھی بیان کیا تھا کہ اس کے بیان کرنے میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق ایسی بات بیان کرنا جس سے ان پر حرف آتا ہے، اس سے اجتناب ہم کو بھی کرنا چاہئے اور آپ لوگوں کو بھی کرنا چاہئے، ان کو بیان نہیں کرنا چاہئے، علماء اس کی اصلاح فرمائیں گے، اس کے بیان کرنے سے

اجتناب کرنا چاہئے، آپ حضرات کو بھی اس سے احتیاط کرنا چاہئے۔

ہمارا مذہب الحمدللہ! اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے، خدا نہ کرے ایسا نہیں ہے کہ اس سے کوئی انحراف ہے اگر کوئی بات اس طرح کی آجائے تو اس سے رجوع کرتے ہیں، اور کرنا چاہئے، یہ میں نے اس لئے عرض کر دیا اور اس سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں پتہ نہیں آپ تک خبر پہنچی یا نہیں، اس لئے آپ حضرات کے چاہنے پر میں نے مزید عرض کر دیا کہ ایسی چیزوں سے خود بھی احتیاط کرنا چاہئے اور کوئی بات اگر ایسی ہو اس سے رجوع بھی کرنا چاہئے، اور ہم بھی اس سے رجوع کرتے ہیں، میں یہ عرض کروں گا کہ علم حاصل کرو اور علماء کی صحبت اور ان کی مجالس کو عبادت یقین کرو‘‘

## مولانا سعد صاحب کے مذکورہ علانیہ رجوع پر دارالعلوم دیوبند کے بعض ذمہ داروں کا تبصرہ

دارالعلوم کے بعض ذمہ داروں سے کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ مولانا سعد صاحب نے جب علانیہ رجوع کرلیا ہے تو اب دارالعلوم دیوبند واضح بیان کیوں نہیں دے دیتا کہ انہوں نے رجوع کرلیا ہے اور وہ رجوع قبول ہے؟ اس کے متعلق حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم (استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند) نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’مولانا سعد صاحب رجوع کرتے ہیں مسجد میں بیٹھ کر، انہوں نے جس طرح عام مجمع میں یہ باتیں کہیں ہیں اسی طرح عام مجمع میں بیٹھ کر ایک مرتبہ بھی اعلان کر دیں، بھوپال کے اجتماع میں یا کسی بھی عام مجمع میں اعلان کر دیں، میں نے ان سے کہلوایا ہے کہ اس قضیہ کو ختم کر دیں، اور قضیہ ختم کرنے کی صورت یہی ہے کہ وہ مجمع عام میں کہہ دیں کہ یہ باتیں وہ آئندہ نہیں کہیں گے، غلطی ہوگئی ہے ہم سے، میں نے یہ بات بھی کہی تھی کہ بہترین صورت یہی ہے کہ عام مجمع میں وہ رجوع کریں، وہ رجوع کرتے ہیں مسجد میں، دو ڈھائی سو آدمیوں کے سامنے۔

اور ککریل میں بھی انہوں نے کہا وہ بھی مسجد کے سامنے ہی بیٹھ کر کہا، اب دارالعلوم دیوبند والے یہ کہتے ہیں کہ جب انہوں نے عوام کے سامنے کہا ہے تو تبلیغی جماعت تو ایسی جماعت ہے کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں نکلتی ہیں اور وہ وہی کہتی ہیں جو امیر نے کہا ہے، وہاں سے جو پیغام جائے گا وہ پیغام صحیح جائے گا، اور وہ یہ صاف صاف کہیں کہ جو میں نے کہا وہ غلط تھا (لیکن وہ یہ کہتے نہیں بلکہ) یہ کہتے ہیں کہ اگر مجھ سے کوئی ایسی بات ہوئی ہے تو اس سے رجوع کرتا ہوں، اگر مگر کا کیا مطلب؟ وہ تو موجود ہے آپ کی تحریر میں، موجود ہے آپ کی آواز میں، کہو کہ میں نے جو کہا وہ میرا موقف غلط تھا، دارالعلوم دیوبند والے نہ شوریٰ کے ساتھ ہیں نہ مولانا کے ساتھ، شوریٰ سے ہمارا کیا تعلق ہے، دارالعلوم دیوبند والے کسی کے ساتھ نہیں ہیں، ہم تو خاموش تھے ان میں آپس میں اختلاف ہوا ان لوگوں نے دارالعلوم سے فتویٰ لیا، ہم تو فتویٰ بھی نہیں دینا چاہتے تھے، جب لوگوں نے اصرار کیا تو ہم نے فتویٰ دے دیا، جو غلط ہے اس کو صحیح نہیں کہہ دیں گے، غلط تو غلط ہی ہے، بنگلہ دیش کے لوگ آئے تھے ان سے مہتمم صاحب نے یہ شرط لگائی تھی کہ مولانا ان باتوں کو سب عوام کے سامنے رجوع کریں، اور اب بھی کر سکتے ہیں۔ (انتہیٰ بلفظہٖ)

## مولانا محمد سعد صاحب کے رجوع کے متعلق دارالعلوم دیوبند کی آخری تحریر

اس سلسلہ میں دارالعلوم دیوبند کی طرف سے جو سب آخری تحریر (۳۱/جنوری ۲۰۱۸ء تک) شائع ہوئی ہے، وہ درج ذیل ہے، جس کا عنوان یہ ہے:

’’مولانا محمد سعد صاحب کے رجوع کے سلسلہ میں ضروری وضاحت‘‘

باسمہ تعالیٰ

گذشتہ دنوں جناب مولانا محمد سعد صاحب کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے رجوع کے اعلان کے بعد ملک و بیرون ملک سے لوگ دارالعلوم دیوبند کے موقف سے متعلق مسلسل استفسار کر رہے ہیں۔

اس موقع سے یہ وضاحت ضروری ہے کہ مولانا کے رجوع کو اس ایک واقعہ کی حدتک تو قابل اطمینان قرار دیا جا سکتا ہے لیکن دارالعلوم کے موقف میں اصلاً مولانا کی جس فکری بے راہ روی پر تشویش کا اظہار کیا گیا تھا، اس سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا، اس لئے کہ کئی بار رجوع کے بعد بھی وقتاً فوقتاً مولانا کے ایسے بیانات موصول ہو رہے ہیں، جن میں وہی مجتہدانہ انداز، غلط استدلالات اور دعوت سے متعلق اپنی ایک مخصوص فکر پر نصوصِ شرعیہ کا غلط انطباق نمایاں ہے، جس کی وجہ سے خدام دارالعلوم ہی نہیں بلکہ دیگر علمائے حق کو بھی مولانا کی مجموعی فکر سے سخت قسم کی بے اطمینانی ہے۔

ہمارا یہ ماننا ہے کہ اکابر رحمہم اللہ کی فکر سے معمولی انحراف بھی شدید نقصان دہ ہے، مولانا کو اپنے بیانات میں محتاط انداز اختیار کرنا چاہئے اور اسلاف کے طریق پر گامزن رہتے ہوئے نصوصِ شرعیہ سے ذاتی اجتہادات کا سلسلہ بند کرنا چاہئے کیونکہ مولانا موصوف کے ان دور از کار اجتہادات سے ایسا لگتا ہے کہ خدانخواستہ وہ کسی ایسی جماعت کی تشکیل کے درپے ہیں جو اہل السنۃ والجماعۃ اور خاص طور پر اپنے اکابر کے مسلک سے مختلف ہوگی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکابر و اسلاف کے طریق پر ثابت قدم رکھے، آمین۔

جو لوگ دارالعلوم دیوبند سے مسلسل رجوع کر رہے ہیں ان سے دوبارہ گزارش کی جاتی ہے کہ جماعت تبلیغ کے داخلی اختلاف سے دارالعلوم کا کوئی تعلق نہیں ہے، پہلے دن سے اس کا اعلان کیا جا چکا ہے، البتہ غلط افکار و خیالات سے متعلق جب بھی دارالعلوم سے رجوع کیا گیا ہے، دارالعلوم نے ہمیشہ امت کی رہنمائی کی کوشش کی ہے، دارالعلوم اس کو اپنا دینی و شرعی فریضہ سمجھتا ہے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ　　　ارشد مدنی　　　سعید احمد عفی اللہ عنہ　　　مہر الجامعۃ الاسلامیۃ دارالعلوم دیوبند الہند

۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ

کاش مولانا سعد صاحب ایک مرتبہ بھی تواضع اختیار کر کے خود مرکز دارالعلوم دیوبند میں اکابر کی خدمت میں حاضر ہو کر دو تین جملوں میں اپنی تمام غلطیوں کا اعتراف اور آئندہ نہ کرنے کا عہد فرما لیتے اور اس پر ڈٹے اور جمے بھی رہتے یا ان کی طرف سے جو رجوع نامہ ان کے بعض مخلصین نے تیار کیا تھا، اسی کو قبول فرما لیتے تو سارا مسئلہ ہی ختم ہو جاتا، لیکن افسوس ایسا نہ ہو سکا،

## نہایت قابل غور بات

مولانا محمد سعد صاحب کے دونوں علانیہ رجوع کو پیش نظر رکھا جائے تو نہایت قابل غور بات یہ سامنے آتی ہے کہ مولانا سعد صاحب تو اپنے بعض علانیہ رجوع میں واضح طور پر اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''دوسری بات یہ کہ اس بات کی تائید میں اور اس بات کے ثابت کرنے میں کوئی کوشش کرنا یہ بھی غلط ہے، جو چیز غلط ہے وہ غلط ہے، اس لئے اس سے اعتقاداً اور قولاً ہر طرح سے احتیاط کی جائے''

''یہ بات نہ آئندہ بیان کی جائے اور نہ اس خطا کی تائید کے لئے کوئی کوشش کی جائے، بلکہ ایسی چیزوں سے احتیاط اور اجتناب کیا جائے''

لیکن اس کے باوجود ان کے حامیوں نے ان ہی غلطیوں کی طرف سے جواب دینے اور ان کی غلط باتوں کی تائید میں حوالے و مراجع اور دلائل جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی اور پورا زور اس میں صرف کر ڈالا، اب سوال یہ ہے کہ مولانا سعد صاحب کے محدود طبقہ میں علانیہ رجوع کو صحیح سمجھا جائے اور ان جوابدہی کی کوششوں کو مولانا کے حکم کی خلاف ورزی سمجھا جائے یا ان جوابات کو صحیح سمجھ کر مولانا کے علانیہ رجوع میں کہی ہوئی باتوں کو غلط سمجھا جائے؟ مولانا کے محبّین و معتقدین اس متضاد طرزِ عمل سے بڑی پس و پیش اور کشمکش میں ہیں کہ کس چیز کو صحیح سمجھا جائے یا کیا تاویل کی جائے۔

## صحابہ اور اسلاف کے رجوع کی چند مثالیں

حضرات اہل علم و تبلیغ اور سنجیدہ طبقہ کی نگاہوں میں یہ سوال بھی برابر گردش کرتا ہے کہ مولانا محمد سعد صاحب تو اسوۂ صحابہ اور سیرت صحابہ کی اتباع پر بہت زور دیتے ہیں اور خود بھی ان کی پیروی کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے، پھر آخر اپنی غلطیوں سے کما حقہ رجوع اور

اعتراف قصور میں صحابہ کے نقش قدم پر ان کے قدم کیوں نہیں جمتے ،اور صحابہ کے قدم سے ان کے قدم کیوں ڈگمگاتے ،اور واضح رجوع سے وہ کیوں ہچکچاتے ہیں؟ صحابہ کرام کا رجوع تو اس نوعیت کا تھا کہ کسی مجلس میں کسی صحابی نے اگر کوئی مسئلہ غلط بیان کر دیا تو اسی مجلس میں واضح طور پر رجوع فرمالیا، مثلاً

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ اس بات کے قائل تھے کہ ختم سحری کے وقت جو حالت جنابت میں ہو اس کا روزہ نہیں ہوگا، لیکن تحقیق کے بعد جب ان کو اس کے خلاف ثابت ہوا تو فوراً رجوع فرمالیا، ذرا بھی ایچ پیچ اور اگر مگر نہ کیا، چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں اس کی تفصیل موجود ہے:

**عن أبی بکر قال سمعت أبا هريرةؓ يقول في قصصه من أدركه الفجر جنباً فلا يصم.....إلى أن قال فرجع أبوهريرة عما كان يقول في ذلک.** (مسلم شریف، حدیث ۲۵۸۴، باب صحۃ الصوم من طلع علیہ الفجر وھو جنب، فتح الملہم ص ۲۰۰، ج ۶)

(۲) انصار صحابہ کی بڑی تعداد اس بات کی قائل تھی کہ بیوی سے صحبت اور مجامعت کے وقت اگر انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوگا جبکہ دوسرے صحابہ کی رائے اس کے خلاف تھی، لیکن تحقیق کے بعد جب اس کے خلاف ثابت ہوا تو تمام انصار صحابہ نے بیک وقت اسی وقت رجوع فرمالیا، مسلم شریف کی روایت میں اس کا بھی تفصیلی قصہ مذکور ہے:

**عن أبی موسیٰ قال: اختلف في ذلک رهط من المهاجرين والأنصار فقال الأنصاريون: لا يجب الغسل إلا من الدفق أو من الماء وقال المهاجرون: بل إذا خالط فقد وجب الغسل الخ.**

**قال الطحاوي فهٰذا عمرؓ قد حمل الناس على هذا بحضرة أصحاب رسول اللهﷺ فلم ينكر ذلک عليه منكر، وسلموا ذلک له، فذلک دليل على رجوعهم أيضاً إلى قولهؓ.**

(مسلم شریف، حدیث ۷۸۳، باب نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بإلتقاء الختانين، فتح الملہم ص ۱۵۴، ج ۳)

(۳) یہی حال ہمارے اسلاف اکابر کا بھی تھا، چنانچہ حضرت تھانویؒ سے ایک مرتبہ ایک مسئلہ میں غلط بیان ہوگیا، تو عام مجمع میں اس کا اظہار اس طرح فرمایا:

''ایک مسئلہ اور ہے اس میں مجھ سے غلطی ہو چکی ہے، وہ یہ ہے کہ میں سمجھتا تھا کہ سامع کو روپیہ لینا جائز ہے الخ''

پھر حضرت تھانویؒ نے اس سے رجوع ہونا تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

(۴) علامہ سید سلیمان ندویؒ نے بعض علمی تحقیقات اور احکام اپنے رسالہ ''معارف'' میں شائع کئے تھے، لیکن تحقیق کے بعد ان پر اپنی غلطی واضح ہوئی تو اُسی رسالہ معارف میں علامہ سید سلیمان ندویؒ نے اپنی غلطی کا اعتراف اور رجوع کا اعلان فرمایا، چنانچہ علامہ سید سلیمان ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:

یہ خاکسار ہیچمدان علی الاعلان اپنی ان تمام غلطیوں سے جو دانستہ یا دانستہ حق کے خلاف ہوئی ہوں صدق دل سے توبہ کرتا ہے، اور اپنے قصور کا اعتراف اور اپنی ہر اس رائے سے جس کی سند کتاب وسنت میں نہ ہو، اعلان برأت کرتا ہے (اس کے بعد حضرت سید صاحبؒ نے چند مسائل کی نشاندہی کی ہے اور ان سے واضح طور پر رجوع فرمایا ہے اور اخیر میں تحریر فرماتے ہیں:)

''اگر مسلمانوں میں کوئی ایسا ہو جس نے میری وجہ سے ان مسئلوں میں میری رائے اختیار کی ہو تو اس کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ میرے اس رجوع اور تصحیح کے بعد اپنی غلطی سے رجوع کرلیں اور صحیح امر اختیار کریں۔ (معارف ماہ جنوری ۱۹۴۳ء وتذکرہ سلیمان ص ۱۶۰ تا ۱۶۲)

(۵) اپنے اکابر میں حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے ایک مسئلہ میں غلط فتویٰ دے دیا تھا تحقیق کے بعد واضح طور پر حضرت مفتی صاحبؒ نے اس کا رجوع فرمایا اور واضح طور پر اُس کو اُسی طرح رسالہ میں شائع فرمایا، جس طرح کے غلط فتویٰ بھی اس سے پہلے شائع ہوا تھا، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

.....میں اپنی اس تحریر سے جس میں بحوالہ مصنّف عبدالرزاق لڑکی کی تقریب نکاح کے وقت دعوت کا ذکر ہے اور حضور اکرم ﷺ سے حضرت فاطمہ کی تقریب نکاح میں دعوت کرنا منقول ہے، میں اس سے رجوع کرتا ہوں بلکہ اعلان کرتا ہوں، آپ اس کو ''ریاض الجنۃ'' میں شائع فرمادیں تاکہ ناظرین غلطی میں مبتلا نہ ہوں، **استغفر اللّٰہ العظیم**.

العبد محمود غفرلہ

مسجد چھتہ دارالعلوم دیوبند

بتاریخ: ۱۷/جمادی الثانیہ ۱۴۰۶ھ

مطابق ۲۷/فروری ۱۹۸۶ء

یہ صحابہ اور ہمارے اکابر واسلاف کے نمونے ہیں، سوال یہ ہے کہ اس طرح صحابہ واکابر کے طرز پر مجمع عام میں مولانا سعد صاحب اپنی غلطی کا اظہار واعتراف اور رجوع کا اعلان کیوں نہیں کرتے جس طرح عام مجمع میں غلط باتوں کو بیان فرمایا ہے، اس سلسلہ میں دارالعلوم دیوبند مولانا ارشد صاحب وغیرہ کا مطالبہ بالکل حق اور درست معلوم ہوتا ہے۔

## نہایت قابل تعجب اور قابل افسوس بات

حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک طرف تو جناب مولانا سعد صاحب بھوپال کے اجتماع میں لاکھوں کے مجمع میں اسی طرح مرکز نظام الدین اور مرکز ککریل میں بیٹھ کر پوری قوت اور صراحت کے ساتھ لوگوں کو ہدایت کرتے ہوئے یہ بیان فرماتے ہیں کہ:

میرا مسلک وہی ہے جو جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کا ہے میں اپنے اکابر علمائے دیوبند وسہارنپور کے مسلک ومشرب پر ہوں، علمائے کرام ہی مقتداء ورہبر ہیں، علم اصل امام ہے، اور علماء رہبر ہیں، بیانات کو دیکھنا اور سننا اور ان پر روک ٹوک کرنا اور قابل اصلاح باتوں کی اصلاح کرنا یہ ان کی ذمہ داری ہے ان کو روکنا ٹوکنا چاہئے اور لوگوں کو ان کی باتوں کو ماننا چاہئے اور اسی کے مطابق عمل کرنا چاہئے، روکنے ٹوکنے والے علماء کو اپنا محسن اور خیر خواہ سمجھو، وغیرہ وغیرہ......

لیکن برسہا برس سے محتاط علمائے محققین کی طرف سے نہایت ہی ادب وسنجیدگی سے تقریراً وتحریراً ان کی غلط باتوں پر خود ان کو جب روک ٹوک کی جاتی ہے، اور دلائل کی روشنی میں ان کے سامنے ان کی باتوں کا غلط ہونا واضح کیا جاتا ہے بلکہ مسلک جمہور کے خلاف ہونا بیان کیا جاتا ہے، تو اس پر کوئی توجہ نہیں فرماتے بلکہ روک ٹوک کے بعد بھی ان ہی باتوں کو بار بار بیان فرماتے ہیں، ان کے نئے نئے اجتہادات سے جمہور علمائے محققین واصحابِ افتاء دیوبند وسہارنپور سب فکرمند اور غیر مطمئن ہیں، اور ان کی غلط باتوں پر روک ٹوک کرتے ہیں، ان کے اجتہادات کے غلط نمونے جواب تک سامنے آچکے ہیں ان کی بنا پر ایسے بیانات واجتہادات پر پابندی لگانا ضروری سمجھتے ہیں، اسی بات کا شکوہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دیولہ نے بھی کیا تھا، اب سوال یہ ہے کہ مولانا جو بار بار فرماتے ہیں کہ روک ٹوک کرنے والے علماء کو اپنا محسن سمجھو، وہ امام ہیں، وہ جن باتوں پر روک ٹوک کریں ان کی اصلاح قبول کرو، تو خود مولانا اس کے مطابق عمل کیوں نہیں کرتے؟ جب کہ علمائے محققین برابر ان پر روک ٹوک کررہے ہیں، کیا علماء سے ان کی مراد وہی علماء ہیں جو ان کے معتقد ومحبّ یا مرکز کی چہار دیواری میں رہنے والے ہوں؟ اور مرکز میں رہنے والے اور اُن سے محبت کرنے والے علماء نے بھی تو خوب روک ٹوک کی، لیکن مولانا کسی طرح ماننے اور اپنی حرکت سے باز آنے کو تیار نہیں، اور اب تک ان کے نئے نئے اجتہاد کا سلسلہ جاری ہے، ہر چند روز میں کوئی نیا اجتہاد سامنے آجاتا ہے، ابھی جلد ہی اورنگ آباد کے اجتماع میں ان کے نئے اجتہادات کے یہ نمونے سامنے آئے کہ انہوں نے قسم کھا کر پوری قوت سے بیان کیا کہ ''کھل کر گناہ کرنا بے حیائی نہیں ہے، چھپ کر کرنا بے حیائی ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ کی شادی میں اہتمام سے گوشت روٹی والا جو ولیمہ فرمایا تھا اس میں آپ کو اذیت پہنچی، آپ کے ولیمہ تو ایسے ہوتے تھے کہ کھجور تقسیم کردیئے، چھوارے بکھیر دیئے، اپنے معمول سے آپ ہٹے اور اہتمام سے ولیمہ کیا تو آپ کو بھی اذیت ہوئی

حالانکہ حدیث پاک میں آپ نے خود گوشت والے ولیمہ کی امت کو ہدایت فرمائی ہے، آپ کا فرمان ہے: **أولم ولو بشاة** کہ ولیمہ کرو اگرچہ بکری کے ذریعہ ہو، اور صحابہ کرام بھی گوشت والے ولیمہ فرمایا کرتے تھے (احقر نے ایک مقالہ میں حدیث کی روشنی میں اس کی تحقیق کی ہے)

بعض لوگوں نے نقل کیا کہ مولانا نے اصحاب صفہ کو اہل مدرسہ کی صف میں ہونے سے انکار کیا، اور فرمایا کہ صفہ مدرسہ نہیں ہے، اگر یہ بات مولانا نے فرمائی ہے تو بالکل غلط ہے، کیونکہ ہمارے تمام اکابر علماء اہل صفہ ہی کو دینی مدارس کی بنیاد قرار دیتے ہیں، حضرت مولانا علی میاں صاحب نے بھی اس کو بیان فرمایا ہے۔

ان کے اس نوع کے اجتہادات سے تمام علمائے حقہ قطعاً بیزار ہیں، اوران پر ایسے بیانات سے پابندی لگانا ضروری سمجھتے ہیں، اور اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے تو جو علماء ابھی ان سے بیزار نہیں ہیں آج نہیں تو کل حقیقت سمجھ لینے کے بعد وہ بھی بیزار ہو جائیں گے، کیونکہ مسئلہ دین وشریعت اور امت کی حفاظت کا ہے، شخصیت کا نہیں۔

محمد زید مظاہری ندوی
استاذ حدیث وفقہ
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ